اول
جسے سنکر بہار آئے جہان دین وایماں میں
سنائی ہے تجھے دنیا کو پھر وہ داستاں فانی
اچھی تقریریں
محمد اسرائیل فانی میرٹھی ترجمان ۱۴۱۹ھ دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند
جامعہ خیر المدارس
Pdf by: Ansari

اچھی تقریریں

تالیف

مفتی محمد اسرائیل قاسمی میرٹھی

ترجمان سنہ ۱۴۱۵ھ دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند

ناشر

خورشید بکڈپو جامعہ خیر المدارس ہرّہ کھوائی موڑ پوسٹ ہرہ

تحصیل سردھنہ ضلع میرٹھ (یوپی) پن ۲۵۰۳۴۴

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان من البیان لسحرا

خالقِ کائنات نے زبان وبیان میں وہ سحر ودیعت کیا ہے جس سے کام لیکر خطیب نہ صرف لوگوں کے قلوب پر حکمرانی کرتا ہے بلکہ اپنی خطیبانہ ساحری سے جب اور جس طرف چاہے پوری پوری قوم کا رخ موڑنے میں کامیابی حاصل کرلیتا ہے، ملکوں کی تاریخ بدلنے میں خطابت کا کردار عسکری انقلابات سے کہیں بڑھ کر ہے، زبان وبیان کے بازؤں میں وہ طاقت ہے جو بڑی بڑی سلطنتوں اور فلک بوس ایوانوں میں زلزلہ پیدا کر دیتی ہے۔

احقر مادرِ علمی کی سات سالہ زندگی میں اس کی مایۂ ناز انجمن بزم شیخ الاسلام مدنی دار المطالعہ سے منسلک رہا اسکے انعامی تقریری مقابلوں میں بارہا شریک ہوکر مختلف انعامات حاصل کرنیکی سعادت نصیب ہوئی اساتذہ نے ہمت افزائی اور احباب نے پذیرائی سے نوازا اور بارہا ان تقریروں کی نقل حاصل کرکے اپنی پسندیدگی کا ثبوت پیش کیا، خیال ہوا کہ طبع کرا کر انکی افادیت کو عام کردیا جائے اسی مقصد کے پیش نظر انکی اشاعت کی جارہی ہے، امید ہے کہ شرف قبولیت سے نواز کر حوصلہ افزائی فرمائینگے دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ اسکو مفید تر اور آخرت کیلئے نجات کا سامان بنائے۔ آمین۔

راقم الحروف محمد اسرائیل قاسمی میرٹھی

تقریظ

حضرت الاستاذ حضرت اقدس مولانا عبدالحق صاحب اعظمی
استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ آپ سمجھاتے رہئے کیونکہ سمجھانا نفع بخش ہے ایمان والوں کو اس آیت کریمہ کا تقاضا ہے کہ وارثین نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس کام کا پورا پورا اہتمام فرماتے رہیں اسی حکم کے پیش نظر عزیزم مکرم جناب مولوی محمد اسرائیل صاحب میرٹھی نے ۱۰ تقریروں کا مجموعہ زیر نظر کتاب میں جمع فرما دیا ہے جو وقت کے فاسد ماحول اور بگڑے معاشرے کیلئے بے حد مفید ہے۔ ناکارہ نے کتاب کے مختلف مقامات کا مطالعہ کیا دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی یہ مجموعۂ تقریر اپنی افادیت کے لحاظ سے اور مضامین کے اعتبار سے ایک گنجینۂ

ہدایت ہے ناکارہ دعاگو ہے کہ اللہ جل شانہٗ اس مجموعۂ تقاریر کو مقبولیت عامہ وخاصہ سے نوازے اور اس کو فی الواقع گنجینۂ ہدایت اور خزینۂ سعادت اور آئندہ تالیف وتصنیف کے لئے اور دیگر علمی کارناموں کے لئے سنگ میل وراہنما بنائے۔ آمین۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

ناکارہ عبدالحق الاعظمی عفرلہٗ
خادم دارالعلوم دیوبند، ۳ر نومبر ۱۹۹۴ء
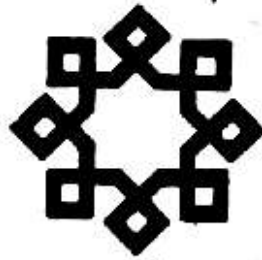
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

احقر الوریٰ اپنی اس کاوش کو مندرجہ ذیل تین اسلامی اداروں کی طرف منسوب کرتا ہے۔

(۱) مدرسہ تعلیم القرآن ہرہ ضلع میرٹھ جہاں خاکسار کا وطن بھی ہے اور جس کی آغوش میں رہ کر تقریباً تین سال تک فیض حاصل کیا۔

(۲) جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ ضلع غازی آباد جہاں پر اپنی قسمت کے بقدر تین سال تک علمی پیاس بجھائی۔

(۳) مادر علمی دار العلوم دیوبند جہاں پر سات سال کا طویل عرصہ گذارنے کی توفیق نصیب ہوئی اور جس کی چہار دیواری میں رہکر وہاں کی انجمنوں مشفق اساتذۂ کرام کی توجہات اور حوصلہ افزائی کے باعث کچھ بولنے اور لکھنے کا سلیقہ پیدا ہوا۔

نیز بندہ اپنی اس کاوش کو اپنے مشفق والدین کی طرف منسوب کرتا ہے جن کی مخصوص دعاؤں اور دیرینہ آرزوؤں نے اس قابل بنایا۔

محمد اسرائیل قاسمی غفرلہٗ

انتباہ اور اظہارِ حقیقت

مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند میں رہتے ہوئے دورۂ حدیث شریف کے سال میں احقر نے مشفق اساتذۂ کرام اور احباب کی حوصلہ افزائی کی بنا پر پانچ تقریروں کا مجموعہ بنام "اچھی تقریریں" شائع کیا۔

ربّ ذوالجلال کا بڑا فضل وکرم اور بے حد وانتہار احسان ہے کہ ناظرین اور قارئین حضرات نے قبولیت کی نگاہوں سے دیکھا چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں چار پانچ ایڈیشن شائع ہوئے اور ختم ہو گئے، احقر اس سلسلے میں اپنا کوئی کمال تصور نہیں کرتا اور نہ ہی کسی خام خیالی میں مبتلا ہے بلکہ یہ محض خالقِ کائنات کی نظرِ کرم ہے۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اپنی کم علمی کا اعتراف اور دوشِ ناتواں پر درس وتدریس اور دیگر مشاغل کا بوجھ اس بات کی بالکل اجازت نہ دیتا تھا کہ مزید کچھ لکھ کر کتاب میں

اضافہ کیا جائے مگر عزیز طلباء اور محبین کی درخواست نے ساری رکاوٹیں دور کر کے راستہ ہموار اور صاف کر دیا چنانچہ توفیقِ خداوندی کا سہارا لے کر قلم کو حرکت دی اور بحمداللہ پانچ اہم موضوعات پر تقریروں کا کام مکمل ہوا اور اب سابق کی طرح لاحق بھی پیشِ خدمت ہے۔ میں اپنی اس کاوش اور اضافے میں کس حد تک کامیاب ہوں اس کا فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

قابلِ مبارک باد ہیں وہ حضرات جنہوں نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا خاص طور پر عزیزم محمد اسجد سلمہٗ بلند شہری ابن مولانا محمد عابد صاحب قاسمی امام وخطیب مسجد قصائی واڑہ بلند شہر اور عزیزم محمد قاسم سلمہٗ ابن مولانا شوکت علی صاحب گڈاوی متعلم دارالعلوم دیوبند جنہوں نے اس کام میں میرا ہاتھ بٹایا۔ خدائے پاک ان دونوں بچوں کو عالم باعمل بنائے اور دونوں جہاں کی سعادت وسلامتی نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نواز کر نجات کا سامان بنائے اور تاحیات احقر کو اخلاص کے ساتھ دین اسلام کی خدمت کے واسطے قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ہدایت:۔

اصل کتاب کی پانچ تقریروں کو مؤخر اور اضافہ کردہ پانچ تقریروں کو مقدم کر دیا گیا ہے۔ لہذا ناظرین اور قارئین حضرات کسی خلجان میں میں مبتلا نہ ہوں۔ فقط

محمد اسرائیل فانی

فضیلتِ قرآن پاکؐ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد۔ فقد قال اللہ
تبارک وتعالیٰ فی القرآن المجید، اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ذٰلک الکتاب لاریب
فیہ ھدًی للمتقین۔ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
خیرکم من تعلم القراٰن وعلمہٗ ——— (الحدیث)

الٰہی رونق اسلام کے سامان پیدا کر
دلوں میں مومنوں کے الفتِ قرآن پیدا کر

صدر محترم :۔ اسٹیج پر رونق افروز بزرگانِ دین اور حاضرین جلسہ آج کی اس محفل میں اور آج کے اس مبارک اجلاس میں میرا موضوعِ سخن دنیا کی سب سے پاکیزہ اور مقدس کتاب قرآنِ پاک ہے۔ ہمیں چڑھتے سورج کی طرح یقین ہے کہ اس کا ایک ایک حرف سچا اور صادق ہے، وہ قرآنِ پاک

جس کی زبان مقدس بیان مقدس اور جو فصاحت وبلاغت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے جسکے متعلق ارشاد ربانی ہے قرآن وہ کتاب ہے جسکے صادق اور برحق ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور جس کے بارے میں محسن انسانیت حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے، دعا کیجئے کہ خداوند قدوس ہم سب کو قرآنِ پاک کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

نوجوان دوستو! قرآن پاک ربّ ذوالجلال کی طرف سے عطا کردہ وہ حسین تحفہ ہے کہ جس نے ۲۳ برس کی قلیل مدت میں پورے عالم میں وہ انقلاب برپا کردیا کہ بڑے سے بڑے فصحار، بلغار، ادبار اور شعرار حیران وششدر رہ گئے جس کی آیتوں کو سن کر پتھر دل موم ہوگئے۔

دوستو! یہی وہ قرآن ہے جو رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لئے سراپا ہدایت ورحمت ہے۔

یہی وہ قرآن ہے جس نے رسول کی رسالت کو اعزاز بخشا۔

یہی وہ قرآن ہے جس نے پژمردہ قلوب کو تازگی بخشی ہاں ہاں یہ وہی قرآن ہے جس کی برکت سے جنات وشیاطین کا آسمانوں پر جانا بند ہوا۔

یہی وہ قرآن ہے جسکی برکت سے عزت ورفعت کے شامیانے گڑ گئے۔

یہی وہ قرآن ہے جسکی بدولت محبوب حقیقی کی رضا نصیب ہوتی ہے۔

یہی وہ قرآن ہے جو سچائی اور امانت داری کا درس دیتا ہے۔
یہی وہ قرآن ہے جسکی بدولت عمر فاروق رض کو ایمان نصیب ہوا۔
یہی وہ قرآن ہے جسکی نظیر پیش کرنے سے ساری دنیا عاجز و قاصر رہی۔
یہی وہ قرآن ہے جس کا مثل پیش کرنے سے عرب کے فصیح و بلیغ زبان دانی کا دعویٰ کرنیوالوں نے گھٹنے ٹیک دئے۔
یہی وہ قرآن ہے جس نے ضلالت و گمراہی کی دلدل میں پھنسی ہوئی انسانیت کو رشد و ہدایت کا پیغام سنایا۔
یہی وہ قرآن ہے جس کی حفاظت کا وعدہ خود خالق کائنات نے فرمایا۔
یہی وہ قرآن ہے جس کی تلاوت میں دلوں کے واسطے فرحت و بشاشت کا سامان ہے۔
یہی وہ قرآن ہے جس نے ذہنی قوتوں کو جلا بخشا۔
یہی وہ قرآن ہے جس کی برکت سے اجڑے چمن میں بہار پیدا ہوئی۔
محترم حضرات! آج کے اس نازک دور میں حفظ کلام پاک کو فضول سمجھا جاتا ہے، اس کے الفاظ رٹنے کو حماقت بتلایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا رٹنا اور بے سمجھے پڑھنا بے سود ہے۔
افسوس صد افسوس اس قرآنِ پاک کے بارے میں ہمارا یہ خیال کہ جس کے بارے میں شہنشاہِ بطحیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اِقْرَءْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَءُ هَا ۔ (الحدیث) قیامت کے دن حافظ قرآن سے کہا جائے گا، قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا۔ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیساکہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا بس تیرا مقام اور ٹھکانہ وہی ہے جہاں آخری آیت پر پہنچے۔

یاد رکھو! یہ قرآن دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے یہ زمین و آسمان چاند و سورج ستارے کوئی اس نعمت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ قرآن رب کائنات کا مقدس اور عظیم کلام ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ اس کا اتارنے والا امین جسکے ذریعے اتارا گیا وہ بھی امین جس ذات پر نازل ہوا وہ بھی امین جس مقام پر نازل ہوا وہ بھی امین جس مہینے میں نازل ہوا وہ تمام مہینوں سے افضل اور جس رات میں نازل ہوا وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اللہ کا یہ مقدس اور پاکیزہ کلام تمام کلاموں سے افضل اور برتر ہے حدیث پاک میں آتا ہے۔ فَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ۔ اللہ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی کہ خود حق تعالیٰ شانہ کو تمام مخلوق پر، اللہ کا دلارا اور خدا کا پیارا نبی ارشاد فرماتا ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا اس کے والدین کو کل قیامت کے دن سورج سے بھی زیادہ روشن تاج پہنایا جائے گا۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب والدین کو اس گراں قدر انعام سے نوازا جائیگا تو خود پڑھنے والے کے مقام اور مرتبہ کا کیا عالم ہوگا۔

حضرات! قیامت کا میدان ہوگا اور ایسے دس آدمی جن کیلئے جہنم واجب ہوچکی ہوگی حافظ قرآن اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش کریگا، پروردگار عالم اس کی سفارش قبول کریگا اور ان کو اس حافظ قرآن کی برکت سے نجات عطا ہوگی۔

مسلمانو! قرآن کریم وہ عظیم برکت اور سعادت ہے جو روحِ خداوندی ہے معدنِ حیات اور سرچشمۂ زندگی ہے۔ وہ عرب قوم جو پشتہا پشت سے مردہ چلی آرہی تھی دنیا جس کو ذلیل اور حقیر جانتی تھی، کوئی ان کو اونٹ کی مینگنیوں میں کھیلنے والا سمجھتا، کوئی ان کو جہلاء عرب کا خطاب دیتا، کوئی ان کو جاہلین مکہ کہتا، لیکن جب قرآن آیا تو جن کا نام جہلاء عرب تھا صحابۂ کرام ہوگیا جن کو نفرت سے یاد کیا جاتا تھا، ان کو رضی اللہ عنہم و رضوعنہ کا اعزاز ملا، جس زمانہ کا نام جاہلیت تھا اس کا نام خیر القرون ہوگیا، وہ مردہ قوم جو کروٹ نہیں لے سکتی تھی طاقت و قوت سے ایسی لیس ہوگئی کہ جس نے قیصر و کسریٰ کا غرور خاک میں ملا دیا۔ بڑی بڑی سلطنتوں اور حکومتوں کا تختہ الٹ دیا

محترم دوستو! قرآن آیا تو زمان و مکان میں زندگی آئی۔
قرآن آیا تو عدل و مساوات کا پیغام آیا۔
قرآن آیا تو مذہبِ اسلام پھیلا۔
قرآن آیا تو مردہ قوم زندہ ہوئی۔
قرآن آیا تو قیصر وکسریٰ کا غرور خاک میں ملا۔
قرآن آیا تو باطل کے لہراتے جھنڈے لوٹ پڑے۔
قرآن آیا تو کفر وشرک دم توڑ گیا۔
قرآن آیا تو ساری کائنات کو نور ملا۔
قرآن آیا تو انسانوں کے پجاری خدا کے پرستار بنے۔
قرآن آیا تو توحید ملی ایمان ملا۔
قرآن آیا تو گلستاں کو بہارِ حسن عطا ہوا۔
ہاں ہاں مجھے کہہ لینے دیجئے کہ قرآن آیا تو روشنی آئی۔
قرآن آیا تو تاریکی کافور ہوئی۔
قرآن آیا تو امن و امان اور سلامتی آئی۔
قرآن آیا تو احکام ملے شریعت ملی
قرآن آیا تو دم توڑتی انسانیت کو حقوق ملے۔
قرآن آیا تو شرافت و عزت ملی۔

قرآن آیا تو ضلالت و گمراہی کی وادیوں میں بھٹکتے ہوئے انسانوں کا درد و غم ملا۔

قرآن آیا تو دوستو سب کچھ ملا۔

مگر افسوس صد افسوس ہم نے قرآن کے دامن مقدس کو ترک کر دیا، ہم نے اسکی پاکیزہ تعلیمات کو بھلا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلم قوم جس کے سر پر عزت و رفعت کا تاج تھا۔ ذلت و رسوائی کی غار میں جا گری، وہ قوم کامیابی جسکے آگے بڑھ کر استقبال کرتی تھی. ناکامی اس کا مقدر بن گئی وہ مسلم قوم جسکی ایک آواز پر افریقہ کے جنگل میں رہنے والے خونخوار درندوں نے میدان خالی کر دیا تھا، آج ایک چیونٹی بھی اس کا حکم ماننے کو تیار نہیں، وہ قوم جس نے کبھی حکومت و سلطنت کا فریضہ انجام دیا تھا۔ آج غلامانہ زندگی بسر کر رہی ہے وہ قوم جن پر کبھی تاریخ نازاں تھی آج ماتم کناں ہے، وہ قوم جس کی ماضی روشن اور تابناک تھی حال و مستقبل اس کا تاریک ہے۔

مسلمانو! سمجھو اور ہوشیار ہو جاؤ غفلت کا پردہ چاک کر دو. قرآن پاک سے وابستہ ہو جاؤ، ورنہ یاد رکھو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

حاضرین جلسہ! جاں نثار صحابۂ کرامؓ کے کتب خانہ میں قرآن پاک کے علاوہ کوئی کتاب نہ تھی اسی کو لیکر وہ آگے بڑھے اور کامیابی ان کے قدم چومتی چلی گئی وہ قرآن ہی تھا جس کی برکت سے بدر کے میدان میں تین سو ۳۱۳

تیرہ نے مکہ کی قسمت پلٹ دی، آج ہم ہیں کروڑوں میں مگر دوسری قومیں ہم پر سوار ہیں، جان ہماری محفوظ نہیں۔ مال ہمارا محفوظ نہیں، عزت وآبرو سے ہماری کھلواڑ ہے نہ ہماری مساجد محفوظ ہیں نہ ہمارے مدارس محفوظ ہیں، ظلم وستم کی چکی ہمارے لئے گھوم رہی ہے، مسلمانو ایک دور وہ تھا کہ مسلمانوں کا مقابلہ ہامان بن ولی سے ہوتا ہے اس دشمنِ خدا اور دشمنِ رسول کے پاس طاقت اور قوت ہے، ساٹھ ہزار فوج کا لشکر جرار ہے، مسلمانوں کی فوج دس ہزار ہے اسلامی فوج کے کمانڈر حضرت خالد بن ولیدؓ ہیں مسلمانوں کو اس کا بھی علم نہیں کہ دشمن کے پاس کتنی فوج ہے، مشورہ ہوتا ہے خالد بن ولیدؓ سے کہا جاتا ہے کہ آپ تین سو آدمی لے کر جائیں اور پتہ لگائیں کہ دشمن کی فوج کہاں ہیں اس کی تعداد کتنی ہے اور اس کے پاس سامان کیا ہے صحابیِ رسول صلعم کی ایمانی قوت دیکھئے فرماتے ہیں کہ تین سو کی ضرورت نہیں میرے ساتھ صرف تیس آدمی کافی ہیں صحابہ عرض کرتے ہیں کہ آپکی قوتِ ایمانی آپ کو مبارک ہو، مگر یہ دنیا دارالاسباب ہے تیس آدمی کچھ نہیں ہوتے کم از کم ساٹھ آدمی لیجاؤ۔ چنانچہ تیس آدمیوں کا اور اضافہ کر دیا گیا اور اسلامی فوج کا یہ مختصر سا قافلہ آگے بڑھا۔ چند میل کے فاصلہ پر معلوم ہوتا ہے کہ وہاں دشمن کا لشکر ہے اس کی تعداد ساٹھ ہزار ہے، خالد بن ولیدؓ کی ایمانی حرارت جوش میں آئی فرمایا کہ دشمن کا لشکر سامنے ہے میری رائے

ہے کہ ادھر منتظر صحابہ کرام کو اطلاع کی ضرورت نہیں ان سے مقابلہ کے لئے ہم کافی ہیں سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہمیں شوقِ شہادت ہے جب شہادت سامنے ہے تو دشمن کی کثرت تعداد سے پرواہ کیا ہے، اسلامی فوج کا وہ مجاہدِ اعظم صف بناتا ہے دوسری طرف ساٹھ ہزار کا لشکر ہے، ہامان بن ولی آگے بڑھتا ہے کہتا ہے کہ ہم تو سمجھتے تھے مسلمان قوم بڑی سمجھدار ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تم احمق ہو ساٹھ ہزار سے لڑنے کیلئے ساٹھ آدمی لے کر آئے ہو، جاؤ ہم تم پر رحم کھاتے ہیں اور دو دو بورے کھجور اور چند اشرفیاں دیدیتے ہیں کیوں اپنی جانوں پر ظلم کرنے آئے ہو یہاں سے چلے جاؤ۔

دوستو! جگر پر ہاتھ رکھئے اور سنئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ فرماتے ہیں تو واعظ بن کر آیا ہے یا کمانڈر بن کر آیا ہے تجھے شرم نہیں آتی اپنی بزدلی کو وعظ کے پردے میں چھپاتا ہے تم میں لڑنے کی طاقت وقوت نہیں ہے، ہامان بن ولی اسلامی مجاہد کی اس للکار کو سن کر جوش میں آتا ہے فوج کو حکم دیتا ہے کہ پکڑلو ان ساٹھ آدمیوں کو، چنانچہ ساٹھ ہزار کا حملہ ہوتا ہے اور صحابہ کرامؓ ان میں گھس جاتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ رسولِ خدا کے وہ جانباز سپاہی گھستے ہوئے تو نظر آئے پھر نہیں پتہ کہ وہ کہاں ہیں سوائے تلواروں کی چمک اور کھچا کھچ کے کچھ نظر نہ آتا تھا صرف تین گھنٹے میں جنگ کا فیصلہ ہو جاتا ہے، تاریخ شاہد ہے زمین و آسمان گواہ ہیں کہ

ساٹھ نے ساٹھ ہزار کا منھ پھیر دیا۔

حضرات! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کونسی چیز تھی جس نے صحابۂ کرام میں یہ طاقت اور قوت پیدا کی۔ دوستو یہی قرآنِ پاک تھا جس نے ایک کو ایک ہزار پر بھاری کر دیا، کسی نے سچ کہا

وعدۂ غلبہ ہے مومن کے لئے قرآن میں
پھر جو تو غالب نہیں کچھ ہے کسر ایمان میں

محترم حضرات! اگر ہم ماضی کیطرح حال و مستقبل کو روشن اور تابناک بنانا چاہتے ہیں تو قرآن پاک سے وابستہ ہونا ہوگا۔ اسے سینے سے لگانا ہوگا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا کے ساتھ ہماری آخرت بھی سنور جائے تو اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا۔

خدانخواستہ آج ہم نے اپنے بچوں کو دو پیسے کے لالچ میں دین سے دور رکھا اور ہماری نظر اخروی نعمتوں کے بجائے دنیاوی ڈگریوں پر رہی تو یاد رکھئے خدا کے یہاں جواب دینا ہوگا۔

اسی پر میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں، دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو قرآن سیکھنے سکھانے اور اس پر عمل کرنیکی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

عظمتِ صحابہؓ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ لھم مغفرۃ واجر عظیم وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔

الٰہی دے مجھے طرزِ تکلم میری آواز کو تو روشنی دے
مجھے افکار صالح کر عطا تو میری تحریر کو تو روشنی دے

لائقِ صد احترام معزز سامعین!

آج کے اس باوقار جلسہ میں ان اصحاب خیر کا تذکرہ ہوگا جن کے بارے میں اللہ جل جلالہ عم نوالہ نے ارشاد فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنکے

دلوں کو اللہ پاک نے تقویٰ کے لئے خالص کر دیا ان کے لئے مغفرت کا اعلان اور اجرِ عظیم ہے۔ نیز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پیاری زبان سے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اقتدار کروگے راستہ پاجاؤگے۔

دوستو! خالق و مالک کا یہ دستور رہا ہے کہ انسانوں کی ہدایت کے لئے رسولوں کو بھیجتا رہا چنانچہ

حضرت آدم علیہ السلام کو بھیجا۔
حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا

آخر میں شہنشاہِ بطحیٰ تاجدارِ مدینہ سرورِ کائنات خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اب نبیوں کا سلسلہ ختم رسولوں کا سلسلہ ختم۔ قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں یہ دین آخری دین ہے یہ شریعت آخری شریعت ہے یہ مذہب آخری مذہب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک نے آپؐ کو صحابہ کی وہ پاکیزہ اور مقدس جماعت عطا فرمائی کہ جس نے مذہبِ اسلام کو زندہ کرنے اور پھیلانے میں تن من دھن کی

بازی لگادی چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ان سچے جانثاروں نے دینِ اسلام کی خاطر وہ قربانی پیش کی ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے عالمِ انسانیت تہی دامن اور خالی ہے یہی صحابہ ہیں جنہوں نے حکمِ خداوندی اور پیغام محمدی کو عام کرنے کے لئے گردنیں کٹا دیں عورتوں کو بیوہ بچوں کو یتیم کر دیا۔

محترم حضرات!

صحابۂ کرام کی جماعت وہ جماعت ہے جس کو ربّ کائنات نے درسگاہِ نبوت کے لئے منتخب فرمایا، ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا معلم بنایا اور کتابِ ہدایت قرآن پاک عطا فرمائی۔ علام الغیوب نے خود ان کا امتحان لیا صحابہ کا یہ مقدس گروہ امتحان میں پورا اترا۔ خداوندِ قدوس نے انعام میں رضی اللہ عنہم ورضوعنہ کا مژدہ سنایا حقیقت یہ ہے کہ صحابۂ کرام دین کے ستون ہیں۔ صحابۂ کرام کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے بلا واسطہ مخاطب ہیں۔ دوستو صحابہ پاکباز ہیں ان کے قلوب تقویٰ، طہارت سے لبریز ہیں۔ قرآنِ پاک میں جا بجا اللہ نے ان کی تعریف فرمائی ہے قرآن پاک ان کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔

کہیں فرمایا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْن

کہیں فرمایا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرَّاشِدُوْن

کہیں فرمایا اُولٰئِکَ ھُمُ الصَّادِقُوْن

کہیں فرمایا اُولٰئِکَ ھُمُ الفَائِزُوْن

حدیثِ پاک میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخاری شریف کی روایت ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ صحابۂ کرام کے ایک پاؤ کے برابر بھی نہیں، اللہ اکبر۔

ملّتِ اسلامیہ کے جیالو!

صحابہ واجب الاحترام ہیں ان کا تذکرہ اچھائی کے ساتھ کرنا لازم اور ضروری ہے۔

یہ وہ صحابہ ہیں جنہوں نے دین اسلام کیلئے زندگی وقف کر دی تھی۔

یہ وہ صحابہ ہیں جنہوں نے آفتابِ ہدایت سے بلاواسطہ نور حاصل کیا تھا۔

یہ وہ صحابہ ہیں جنہوں نے ہمیشہ دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔

یہ وہ صحابہ ہیں جنہیں خوفِ خدا کا سرمایہ حاصل تھا۔

یہ وہ صحابہ ہیں جنہوں نے گھر بار چھوڑ کر رضائے حق کو اپنی زندگی بنایا۔

یہ وہ صحابہ ہیں جو حق و صداقت کا مجسم نمونہ تھے۔

یہ وہ صحابہ ہیں جو سر بکف مجاہد تھے۔

یہ وہ صحابہ ہیں جنہوں نے نئی نویلی دلہن کو چھوڑ کر صدائے جہاد پر لبیک کہا۔

یہ وہ صحابہ ہیں جن کی نعش کو فرشتوں نے غسل دیا۔

یہ وہ صحابہ ہیں جو موت سے نہیں بلکہ موت ان سے ڈرتی تھی۔
یہ وہ صحابہ ہیں جن کو سمندروں نے راستہ دیا۔
یہ وہ صحابہ ہیں جن کو شیر نے سواری دی۔
یہی وجہ ہے کہ دربارِ رسالت سے ان کو اصحابی کالنجوم کا مژدہ ملا قرآن نے ان کی تعریف کی۔ اللہ نے ان کی تعریف کی۔ رسول نے ان کی تعریف کی۔ مگر اے مذہب اسلام کے متوالو! آج سے چودہ سو سال پہلے ہی خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے ارشاد فرمادیا تھا کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی ہر فرقہ ناری اور جہنمی ہوگا مگر ایک فرقہ نجات پانیوالا ہوگا۔ نجات پانیوالا فرقہ وہ ہوگا جو میرے اور میرے صحابہ کے نقشِ قدم پر گامزن ہو۔ دورِ حاضر کی نگاہوں نے دیکھ لیا کہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف بلاریب صادق ہوئی، کوئی تقلید کے عدم جواز کا قائل ہے تو کوئی عظمتِ انبیاء پر ناپاک حملہ کررہا ہے کوئی حدیث کا منکر ہے تو کوئی قرآنِ پاک کی تحریف کا قائل ہے۔ کوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حاضر و ناظر اور مختارِ کل ہونے کا عقیدہ تراشے ہوئے ہے تو کوئی ختم نبوت کا منکر ہے۔ دوستو! رونے کا مقام ہے کہ ہمارے ملک ہندوستان میں ایک جماعت

اور فرقہ وہ ہے جو صحابۂ کرام پر کیچڑ اچھالتا ہے۔ صحابۂ کرام کے دامنِ عفت کو داغدار بنا رہا ہے۔ صحابۂ کرام کے تقدس کو پامال کر رہا ہے صحابہ کی سیرت پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے لٹریچر تیار ہو رہا ہے، شب و روز محنت جاری ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کا خود ساختہ نام جماعتِ اسلامی ہے افسوس صد افسوس صحابہ کے فضائل نظر نہیں آتے محاسن نظر نہیں آتے کسی نے سچ کہا ہے۔

آنکھیں اگر ہوں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

کہیں عثمانِ غنی رضؓ کی عزت کو داغدار بنایا جاتا ہے وہ عثمانِ غنی رضؓ جو صحابئ رسول تھے، خلیفۂ رسول تھے وہ عثمانؓ کہ بیعتِ رضوان میں خود آقائے دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو ان کا ہاتھ قرار دیا کہیں حضرت علیؓ و معاویہؓ کی شان پر دھبہ لگایا جاتا ہے وہ علی جو صحابئ رسول تھے خلیفۂ رسول تھے دامادِ رسول تھے۔ وہ امیرِ معاویہ جو صحابی رسول تھے جن کے واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی جن کے بارے میں حسن بصریؒ کا قول ہے کہ امیر معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک کے اوپر کا غبار عمر بن عبد العزیز سے ہزار درجے بہتر ہے ان کی شان میں کہا جاتا ہے کہ وہ خود اور ان کے حکم سے تمام گورنر خطبوں میں بر سر منبر

حضرتِ علیؓ کو گالی دیتے تھے کہا جاتا ہے کہ انھوں نے قرآن و سنّت کی صریح طور پر مخالفت کی۔ کہا جاتا ہے کہ مالِ غنیمت کی تقسیم میں انہوں نے کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ کی خلاف ورزی کی۔ ہائے افسوس کاش ان برائی کرنے والوں کا قلم ٹوٹ جاتا کاش ان کا ہاتھ شل جاتا، کاش ان کی زبان ماؤف ہو جاتی۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں ان برائی کرنے والوں سے کہ

عرب کے تپتے ہوئے صحرا، اور چلچلاتی دھوپ میں ظلم و ستم کس نے برداشت کیا۔ ____________ صحابہ نے

اسلام کی خاطر قربانی کس نے دی ________ صحابہ نے

گردنیں کس نے کٹائیں ____________ صحابہ نے

عورتوں کو بیوہ بچوں کو یتیم کس نے کیا ________ صحابہ نے

راہِ خدا میں مال و دولت کس نے لٹایا ________ صحابہ نے

جانوں کا نذرانہ کس نے پیش کیا ________ صحابہ نے

اسلام کو کس نے پروان چڑھایا ________ صحابہ نے

حق و صداقت کا پرچم کس نے لہرایا ________ صحابہ نے

باطل کے جھنڈے کس نے گرائے ________ صحابہ نے

کفر و شرک کا گلا کس نے گھونٹا ________ صحابہ نے

پیٹ پر پتھر کس نے باندھے ______ صحابہ نے

فاقوں پر فاقہ کس نے کیا ______ صحابہ نے

الغرض صحابۂ کرام نے وہ حیرت انگیز کارنامے انجام دیے جن کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

محترم حضرات!

صحابۂ کرام کو برائی کے ساتھ یاد کرنا ناجائز اور باطل ہے۔

صحابۂ کرام کو برا بھلا کہنا خداوندِ قدوس کی مخالفت ہے۔

صحابۂ کرام کو برا بھلا کہنا رسول کی مخالفت ہے۔

صحابۂ کرام کو برا بھلا کہنا کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کی مخالفت ہے

مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے تاجدارِ مدینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِی اَصْحَابِی لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِی فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّی اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِی اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِی وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ۔

کہ اے لوگو! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا میرے بعد ان کو اعتراضات کا نشانہ مت بنانا جو ان سے محبت کرے گا تو مجھ سے محبت کی بنا پر ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے دشمنی

کرے گا تو مجھ سے دشمنی کی بنا پر دشمنی کرے گا اور جوان کو دکھ دیگا اس نے مجھ کو دکھ دیا اور جس نے مجھ کو دکھ دیا پس اس نے اللہ کو ستایا اور جس نے اللہ کو ستایا عنقریب اللہ پاک اس کو عذاب میں گرفتار کرے گا

کیا یہ حدیثِ پاک برائی کرنے والوں کو نظر نہیں آتی یاد رکھو جو لوگ صحابہؓ کے تقدس کو اور دامنِ عفت کو تار تار کر رہے ہیں وہ رسولِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے کھلم کھلا بغاوت کر رہے ہیں، مسلم شریف کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے الفاظ میں فرمایا لَاتَسُبُّوْا اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِی میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو۔

دوستو!

حیرت کا مقام ہے کہ دنیا کی سب سے مقدس کتاب قرآنِ پاک تو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاس۔ کہکر ان کو خیرِ امت کے لقب سے نواز رہا ہے۔

قرآنِ پاک تو رضی اللہ عنہم ورضوعنہ کہہ کر ان سے اللہ کی رضامندی وخوشنودی کا اعلان کر رہا ہے۔

قرآنِ پاک تو وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ کہہ کر ان کو جنت کا سرٹیفکٹ اور سند دے رہا ہے۔

قرآنِ پاک تو وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی کہہ کر انکو منتخب

اور چنیدہ بندے قرار دے رہا ہے

قرآنِ پاک تو وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى کہہ کر ان کے جہنم سے

دور ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔

مگر ہم ہیں کہ ان کے پیروں کی دھول بھی نہیں، صحابہ پر تنقید کرتے ہیں ان کی برائی بیان کرتے ہیں صحابہ پر طعن و تشنیع کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مقدس کو ٹھیس پہنچا رہے ہیں ربِ ذوالجلال کے امتحان کے بعد اور اس کی رضامندی کے بعد صحابۂ کرام کو تنقید کا نشانہ بنانا بدبختی نہیں تو اور کیا ہے ہم کیا ہیں ہماری حقیقت ہی کیا ہے ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

مسلمانو!

یاد رکھو صحابۂ کرام کی برائی کرنا ضلالت ہے، گمراہی ہے۔ چونکہ قرآن حق ہے، رسول حق ہیں آپ جو تعلیمات اور احکام لے کر آئے وہ حق ہیں یہ تمام چیزیں ہم تک پہنچانے والے صحابۂ کرام ہیں لہذا جو شخص صحابہ کی ذات کو نشانہ بناتا ہے وہ قرآن و سنّت کو باطل کرنا چاہتا ہے۔

دوستو! آؤ ہم سب مل کر اس بات کا عہد کریں کہ صحابہ کے تقدس

کی حفاظت کریں گے اور تادمِ حیات اسلام کی پاسبانی کریں گے۔ دعا کیجئے کہ خالقِ ارض و سما، پورے عالم کے مسلمانوں کو عقیدے کی سلامتی عطا فرمائے اور اسلام دشمن طاقتوں اور باطل فرقوں کی ریشہ دوانیوں کا خاتمہ فرمائے اور اللہ پاک ہم سب کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا احترام نصیب فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
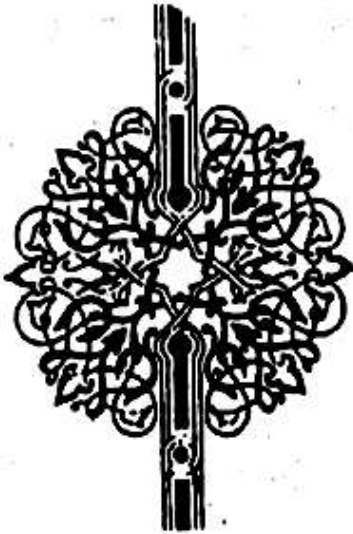
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ۔ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ۔ وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ۔

محترم حضرات!

توفیقِ خداوندی کا سہارا لے کر آپ کے سامنے آ گیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آج کی اس سہانی اور مقدس رات میں ماہ شعبان کی فضیلت کا تذکرہ کروں اس کی درمیانی رات شب برارت کی عظمت و برتری

بیان کروں اس مقدس اور بابرکت رات کے متعلق معاشرے اور سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں اور خرافات پر روشنی ڈالوں تو لیجئے ہمہ تن متوجہ ہو کر میری بات کو سنیئے۔

خالقِ کائنات نے سورۂ دخان میں ارشاد فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ۔ ہم نے اس قرآن پاک کو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر اتارنے کا فیصلہ ایک برکت والی رات میں کیا اس مبارک رات میں ہر حکمت والا معاملہ طے کر دیا جاتا ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دینِ اسلام اور مذہب اسلام میں اس چیز کو پیدا کیا جس کا دین سے کوئی سروکار نہیں تو وہ مردود ہے۔

دوستو!

یہ مقدس رات اس مبارک مہینے کی رات ہے جس کے بارے میں شہنشاہِ بطحیٰ تاجدار مدینہ احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شَعْبَانُ شَهْرِيْ وَرَمَضَانُ شَهْرُ اللّٰهِ کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے، ایک حدیثِ پاک میں فرمایا کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

مسلمانو!

یہی مبارک مہینہ ہے جس کی پندرھویں رات کو شبِ برات کہا جاتا ہے

اللہ اللہ اس مبارک رات کی فضیلتوں کا کیا کہنا کہ احکم الحاکمین نے اس مقدس رات میں اس قرآنِ پاک کو نازل کرنے کا فیصلہ فرمایا جو سراپا ہدایت و رحمت ہے، جس قرآن نے عالمِ انسانیت کو زندگی گذارنے کے طور طریقے سکھائے ابدالآباد اور ہمیشہ رہنے والی آخرت کی زندگی کے واسطے نجات کا سامان مہیا کیا۔ اس مبارک رات میں سال بھر کے معاملات جو حکمتوں اور مصلحتوں سے لبریز ہوتے ہیں طے کر دئے جاتے ہیں اور منجانب اللہ معصوم فرشتوں کے سپرد کر دئے جاتے ہیں۔

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ ماہِ شعبان میں غفلت کی چادر اتار دے اور اس ماہِ رمضان کے لئے جس میں رحمتِ خداوندی کے دریا بہائے جاتے ہیں ہمہ تن تیاری کرے گناہوں سے توبہ اور دربارِ خداوندی میں گریہ وزاری کرے۔ خادمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضؓ کا فرمان ہے کہ جاں نثار صحابۂ کرام شعبان کا چاند دیکھ کر قرآنِ پاک کی تلاوت میں اضافہ فرماتے اپنے اموال سے زکوٰۃ نکالتے، قیدیوں کو رہا کیا جاتا تھا، قرض چکائے جاتے تھے۔ یہ شعبان کا مہینہ مقرب اور افضل مہینہ ہے اللہ پاک کی مخلوق میں

مقرب فرشتے چار ہیں۔ حضرت جبرئیل افضل ہیں

مقرب نبی چار ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں

مقرب صحابہ چار ہیں۔ ابوبکر صدیق رضا افضل ہیں

مقرب مسجدیں چار ہیں۔ مسجدِ حرام افضل ہے

مقرب راتیں چار ہیں۔ شب قدر افضل ہے

مقرب مقامات چار ہیں۔ مکہ مکرمہ افضل ہے

مقرب پہاڑ چار ہیں۔ طورِ سینا افضل ہے

مقرب دریا چار ہیں۔ فرات افضل ہے

مقرب مہینے چار ہیں۔ ماہِ شعبان افضل ہے

اللہ کا رسول تو ماہِ شعبان کو اپنا مہینہ قرار دے رہا ہے مگر ہم ہیں کہ اس ماہِ مبارک کے انوار و برکات سے محروم ہیں یہ غفلت اور ناسپاسی نہیں تو اور کیا ہے۔ دوستو! میری ماں تمہاری ماں سارے عالم کے مسلمانوں کی ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتی ہیں کہتی ہیں کہ کیا وجہ کیا سبب ہے آپ ماہِ شعبان میں بہت زیادہ روزے رکھتے ہیں تو فرمایا حق تعالیٰ شانہ اس ماہِ مبارک میں آئندہ سال مرنے والوں کے نام تحریر فرماتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ میری وفات کا نوشتہ اس حال میں لکھا جائے کہ میں روزہ دار ہوں اسی مبارک ماہ کی پندرھویں رات شب برات ہے۔

یہ وہ مبارک رات ہے جسمیں رب ذوالجلال رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔

یہ وہ مبارک رات ہے جسمیں اللہ پاک کی تجلیات کا آسمانِ دنیا پر نزول ہوتا ہے
یہ وہ مبارک رات ہے جسمیں آئندہ سال مرنے والوں کا نام لکھے جاتے ہیں
یہ وہ مبارک رات ہے جسمیں انعامات کی بارش ہوتی ہے۔
یہ وہ مبارک رات ہے جسمیں رحمتیں تقسیم نہیں لٹائی جاتی ہیں۔
یہ وہ مبارک رات ہے جسمیں اعلانِ عام ہوتا ہے کہ ہے کوئی استغفار کرنے والا اس کی مغفرت کی جائے، ہے کوئی روزی مانگنے والا اسے روزی دی جائے، ہے کوئی مصیبتوں میں گرفتار ہونے والا اسے نجات عطا کی جائے۔

اس رات کا نام شب برارت اسی لئے ہے کہ پروردگارِ عالم کی طرف سے بڑی تعداد میں انسانوں کے گناہ معاف ہوئے ہیں، عذابِ جہنم سے بے شمار لوگوں کو نجات عطا ہوتی ہے اس مبارک رات میں تمام امور کا فیصلہ ہو جاتا ہے کتنا اناج پیدا ہوگا وہ بھی لکھ دیا جاتا ہے، جنگ ہوگی یا نہیں وہ بھی لکھ دیا جاتا ہے فتح ہوگی یا شکست وہ بھی لکھ دیا جاتا ہے پانی کتنا برسیگا وہ بھی لکھ دیا جاتا ہے کون مرے گا کون جیئے گا وہ بھی لکھ دیا جاتا ہے کون حج بیت اللہ شریف کرے گا وہ بھی لکھدیا جاتا ہے کس کو کتنی روزی ملے گی وہ بھی لکھ دیا جاتا ہے۔ الغرض سال بھر کے بجٹ کی منظوری اس مبارک رات میں لکھدی جاتی ہے، اسی رات

میں جبرئیلِ امین تشریف لائے فرمایا اے محمد سر اٹھاؤ آپ نے سر اٹھایا تو دیکھتے کیا ہیں کہ جنّت کے آٹھوں دروازے کھلے پڑے ہیں، یہ رات کمائی کی رات ہے خزانوں کے لوٹنے کا موسم ہے یہ رات فرشتوں کی عید ہے ہماری تمہاری عید اور ان فرشتوں کی عید شبِ قدر اور شبِ برات میں ہوتی ہے، اس مقدس رات کی عظمتوں اور برکتوں کا کیا ٹھکانا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس مبارک رات میں پروردگارِ عالم کی رحمت کا سایہ تلاش کرتے ہیں اللہ کی عبادت اور بندگی کرتے ہیں، دربارِ خداوندی میں اپنی ضروریات اور حاجات کی درخواست پیش کرتے ہیں اور خدائے پاک ان کی درخواستوں کو قبولیت سے نوازتا ہے

پیارے دوستو!

یہ رات رحمتوں اور سعادتوں سے دامن بھرنے کی رات ہے، اس رات میں احکم الحاکمین کا دربارِ رحمت کھلا رہتا ہے، یہ رات ندامت و شرمندگی کے ساتھ آنسو بہانے کی رات ہے گناہوں کو معاف کرانے کی رات ہے۔

محترم حضرات!

شبِ برات عید، بقرعید کی طرح کوئی تہوار نہیں کوئی جشن نہیں بلکہ اسکی حقیقت یہ ہے کہ یہ مقدس رات ہے نبی اکرم ؐ اس رات میں زیادہ عبادت فرماتے، قبرستان تشریف لیجاتے مُردوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے اور دوسرے دن روزہ رکھتے تھے۔ عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ کی بات ہے

پندرھویں شعبان تھی میری باری تھی آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان پر تشریف لائے کپڑے اتارے پورے کپڑے اتار بھی نہ پائے تھے کہ پھر پہن لئے میں نے دل میں خیال کیا کہ میری کسی سوتن کے پاس جائیں گے میں تلاش کے لئے نکلی دیکھتی کیا ہوں کہ آپ قبرستان میں موجود ہیں، مومن مردوں اور عورتوں نیز شہدار کے لئے مغفرت کی دعا میں مشغول ہیں میں اپنے خیال پر شرمندہ ہوئی الٹے پاؤں گھر چلی آئی میری حالت یہ تھی کہ میرا سانس پھول رہا تھا آپ تشریف لائے فرمایا اے عائشہ تم اتنا کیوں ہانپ رہی ہو۔ میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جب آپ گھر سے تشریف لے گئے تو مجھے خیال ہوا کہ آپ میری کسی سوتن کے پاس جائیں گے یہاں تک کہ میں نے آپ کو قبرستان میں استغفار کرتے پایا۔ سرکار دو عالمؐ نے سن کر ارشاد فرمایا اے عائشہ کیا تم کو یہ خوف تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کرے گا۔ میرے پاس جبرئیل امین تشریف لائے اور بتایا کہ آج کی رات شب برارت ہے حق جل مجدہ اس رات میں بنو کلب قبیلے کی بکریوں کے بالوں کے برابر مخلوق کو جہنم سے آزاد کریں گے آپ جانتے ہوں گے کہ عرب میں بکری پالنے کا رواج عام تھا اور بنو کلب قبیلے میں سب سے زیادہ بکریاں تھیں اس کے بعد آپ نے کپڑے اتار دئے پھر فرمایا عائشہ کیا تمہاری طرف سے آج رات عبادت کرنے کی اجازت ہے

عائشہ رضؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا ہاں ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان ضرور اجازت ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں مشغول ہو گئے اور خوب عبادت کی یہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل جو آپ نے سنا۔

مگر افسوس صد افسوس کہ جس مقدس رات میں عبادت کرنی تھی ہم گناہوں کے کام کرتے ہیں ہم شبِ برارت میں جاگتے ضرور ہیں مگر ہمیں پتہ نہیں کہ کس طرح جاگنا ہے۔

ہمارا جاگنا رضائے الٰہی کے لئے نہیں
ہمارا جاگنا عبادت کے لئے نہیں
ہمارا جاگنا گناہوں سے توبہ کے لئے نہیں
ہمارا جاگنا رحمتوں کو لوٹنے کے لئے نہیں
ہمارا جاگنا انعاماتِ خداوندی کو حاصل کرنے کیلئے نہیں
بلکہ ہم جاگتے ہیں گناہوں میں اضافے کے لئے
ہم جاگتے ہیں خدا کی رحمتوں سے اعراض کے لئے
ہم جاگتے ہیں نامۂ اعمال کو سیاہ کرنے کے لئے
ہم جاگتے ہیں نیکیوں کو مٹانے کے لئے
کہیں دیکھو تو آتش بازی ہو رہی ہے

کہیں دیکھو تو پٹاخیں چھوڑے جارہے ہیں

کہیں دیکھو تو مسجدوں کو سجایا جارہا ہے

کہیں دیکھو تو قبرستانوں کو چراغاں کیا جارہا ہے

کہیں دیکھو تو حلوا پکایا جارہا ہے

کہیں دیکھو تو رحمتوں کا مزاق اڑایا جارہا ہے

کہیں دیکھو تو سنتوں کا جنازہ نکالا جارہا ہے

کہیں دیکھو تو ہندوانہ رسومات ادا ہو رہی ہیں

مسلمانو!

میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا صحابہؓ اور رسول کا یہی عمل تھا

کیا صحابہ نے آتش بازی کی اس مقدس رات میں

کیا صحابہ نے پٹاخیں چھوڑے " " "

کیا صحابہ نے اس مقدس رات میں مسجدوں کو سجایا

کیا صحابہ نے اس مقدس رات میں قبرستانوں کو چراغاں کیا

کیا صحابہ نے اس مقدس رات میں حلوا پکایا

کیا صحابہ نے اس مقدس رات میں رسومات ادا کیں

نہیں ہر گز نہیں۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ شبِ برارت سنتِ رسول کے مطابق منائیں

عبادت کریں نوافل پڑھیں قرآنِ پاک کی تلاوت کریں، گناہوں سے مغفرت طلب کریں۔ قبرستان جائیں اسلئے کہ قبرستان جانے سے سنّتِ رسول زندہ ہوتی ہے موت کی یاد تازہ ہوتی ہے دلوں میں نرمی پیدا ہوتی ہے قلب وجگر اور دل ودماغ میں یہ بات پختہ ہوتی ہے کہ یہ دنیا دارِ فانی ہے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے اس کا دھیان میسر آتا ہے قبرستان میں جاکر اہل قبرستان کو سلام پیش کرے۔ ترمذی کی روایت ہے مدینہ کے ایک قبرستان سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا تو آپ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیکُم یَا اَھلَ القُبُور یَغفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُم وَاَنتُم سَلَفُنَا وَنَحنُ بِالاَثَر، اے قبر والو تم پر سلام ہو اللہ پاک ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم سے پہلے یہاں آگئے ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔ قبرستان میں جاکر مُردوں کے لئے آباؤ اجداد کے لئے، رشتہ داروں اور عام مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کرے اور اگلے دن روزہ رکھے۔

مگر افسوس کرنا کیا تھا کرتے کیا ہیں، بے ہودہ حرکتوں کا صدور ہوتا ہے آتش بازی ہوتی ہے کسی کا ہاتھ جلتا ہے کسی کو چوٹ لگتی ہے کسی کا گھر جل جاتا ہے، فضول خرچی میں حصہ لیکر قرآنِ پاک کی کھلم کھلا مخالفت ہوتی ہے۔ اجتماعی طور پر قبرستان میں جاکر ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے قبرستان میں موم بتیاں اور چراغ جلاکر روشنی کا اہتمام ہوتا ہے کھانے وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے

مسلمانو! قبرستان میں جاکر سنت کو زندہ کرو مگر قبر کو ہاتھ سے چھویا نہ جائے اس کو چوما نہ جائے قبر کے سامنے پیشانی نہ جھکائے قبر کو سجدہ نہ کیا جائے قبر کی مٹی کو چہرے پر ملا نہ جائے قبروں پر چلا نہ جائے عقبہ ابن عامر رض صحابئ رسول ہیں ان کا فرمان ہے کہ میں آگ پر چلوں جس سے پیر جل جائے یا ننگی تلوار کی تیز دھار پر اپنا پیر رکھدوں جس سے پیر کٹ جائے مجھے یہ پسند ہے مجھے یہ گوارا ہے بجائے اس کے کہ میں قبروں پر چلوں الغرض وہ کام وہ فعل بالکل اختیار نہ کیا جائے جس کا شریعتِ مطہرہ میں وجود نہیں.

میرے پیارے دوستو!

یہ دنیا دار الامتحان ہے اس کی مثال ایک ہوٹل اور سرائے کی سی ہے جسمیں انسان چند روز مسافر کی طرح قیام کرتا ہے اللہ پاک نے انسان کو اس دنیائے فانی میں امتحان کیواسطے بھیجا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ پر عمل کرکے جنتُ الفردوس کو اپنا ٹھکانا بناتا ہے یا شیطانی خرافات پر عمل کرکے جہنم جیسی بدترین جگہ کو اپنا ٹھکانا اور مقام بناتا ہے، ہماری منزلِ مقصود آخرت کی منزل ہے ہمیں اس کی مکمل تیاری کرنی ہے کسی نے خوب کہا ہے.

آخرت کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

مسلمانو!

اپنی اولاد گھر خاندان والوں کو اس مقدس رات میں گناہوں اور خرافات سے بچاؤ جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا۔ اے ایمان والو اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ بارگاہِ ربّ العزت میں دعا کیجئے کہ اللہ پاک ہم کو اور تمام مسلمانوں کو اس مبارک رات کی قدر دانی نصیب فرمائے اس کی عظمت وفضیلت کا احساس عطا فرمائے بدعات وخرافات سے بچا کر سنّتِ رسول پر عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

شرک و بدعت

اور

ہمارا فریضہ

اَلْحَمْدُ للہ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہٖ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
امابعد۔ فَقَدْ قَالَ اللہ عَزَّوَجَلَّ فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْد
وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ
بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ
بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِیْدًا وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ
فَھُوَ رَدٌّ وَاَیْضًا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَنْ
تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِاْئَۃِ

شَہِیْدٍ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

محترم بزرگو اور دوستو!

آج کی اس محفل میں میرا موضوعِ سخن وہ بدعات و خرافات ہیں جن میں دورِ حاضر کے مسلمان مبتلا ہیں ربّ ذو الجلال نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا ہے۔ بلاشبہ اللہ پاک نہیں بخشے گا اس بات کو کہ اس کی خدائی میں کسی دوسرے کو شریک قرار دیا جائے اور شرک کے ماسوا گناہ کو بخش دیگا جس کے لئے چاہے گا اور جو شخص خدا کی خدائی میں دوسرے کو شریک کرتا ہے تو وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری زبان سے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہمارے اس دین و مذہب میں دین سے ہٹ کر کوئی بات پیدا کی تو وہ مردود اور ناقابل قبول ہے نیز سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ پیغام سنایا کہ امت میں فساد کے وقت جس نے میری سنت کو مضبوطی سے تھام لیا تو اس کے لئے بشارت ہے خوشخبری ہے کہ سو شہیدوں کا اجر حاصل کریگا۔

لائق صد احترام معزز سامعین کرام۔!

میں حیران و پریشان ہوں کہ کس کس بدعت کو بیان کروں۔ بھائی میں پھیلی

ہوئی بدعات وخرافات کا تذکرہ کروں یا اعمالِ شرکیہ پر روشنی ڈالوں۔

ع۔ سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ چھیڑوں داستاں کیسے

ایک طرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب اور مختارِ کل تصور کیا جاتا ہے تو دوسری طرف ہم سب کی ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی ہو رہی ہے کہیں غیر اللہ کو حاجت روا اور مشکل کشا بتایا جاتا ہے تو کہیں بدعتوں کو فروغ دے کر مسلمانوں کے عقائد پر ناپاک حملہ ہو رہا ہے۔

پیارے دوستو!

آج کا انسان شرک وبدعت کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے وہ پیشانی جو صرف اور صرف خدا کے سامنے جھکتی تھی غیر اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہے، شرک لوگوں میں پھیل رہا ہے اور خالص توحید سے دوری ہے، دعویٰ ایمان کا ہے اور شرک میں گرفتار ہیں مشکل کے وقت پیروں اور پیغمبروں کو اماموں اور شہیدوں کو فرشتوں اور پریوں کو پکارا جاتا ہے ان سے مرادیں مانگی جاتی ہیں، اولاد کا سوال ہوتا ہے، ان کے لئے نذرانہ پیش کیا جاتا ہے، بلا اور مصیبت کو ٹالنے کے لئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

کوئی عبد النبی نام رکھتا ہے

کوئی علی بخش نام رکھتا ہے

کوئی حسین بخش نام رکھتا ہے

کوئی پیر بخش نام رکھتا ہے
کوئی مدار بخش نام رکھتا ہے
کوئی سالار بخش نام رکھتا ہے

کہا جاتا ہے ان کا پکارنا اللہ کا پکارنا ہے۔ ان کے پکارنے سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے، ان سے مدد مانگنا اللہ سے مدد مانگنا ہے ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے۔ کہا جاتا ہے وہ اللہ کے پیارے ہیں۔ اللہ کے دربار میں ہمارے سفارشی اور وکیل ہیں۔ افسوس صد افسوس اس حماقت پر۔ جبکہ قرآن پاک میں ڈنکے کی چوٹ باری تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ کہ اللہ بے نیاز اور تم سب کے سب محتاج ہو

پیر و پیمبر خدا کے محتاج۔
نبی اور رسول خدا کے محتاج۔
ملائکہ اور فرشتے خدا کے محتاج۔
چاند سورج ستارے خدا کے محتاج۔
زمین و آسمان خدا کے محتاج۔
صحرا و بیاباں خدا کے محتاج۔
غرضیکہ ہر چیز خدا کی محتاج۔
کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

خدا فرما چکا قرآن کے اندر ٭ میرے محتاج ہیں پیر و پیغمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں ٭ کہ کام آوے تمہارے بے بسی میں
اگر قرآن کو سچ جانتے ہو ٭ تو پھر منتیں کیوں مانتے ہوں
تمہیں یہ طور بد کس نے سکھایا ٭ محمد نے کہاں ہے یہ بتایا

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں، ہمہ وقت ہر چیز کی آپ کو خبر ہے عجیب بات ہے، کیا عقیدہ ہے جو قرآن وحدیث کے بالکل مخالف ہے یاد رکھو ہر جگہ حاضر وناظر رہنا ہمہ وقت ہر چیز کی خبر رکھنا دور ہو یا قریب، اندھیرے میں ہو یا اجالے میں، آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا سمندروں کی تہہ میں، دو تو یہ سب اللہ کی شان ہے مارنا اور جلانا روزی میں تنگی اور وسعت پیدا کرنا، تندرست اور بیمار کرنا، مرادیں پوری کرنا، بلائیں ٹالنا یہ سب اللہ کی شان ہے۔ رکوع سجدہ کرنا ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اس کے نام پر مال خرچ کرنا اس کے نام کا روزہ رکھنا اس کے گھر کا طواف کرنا اس پر غلاف ڈالنا اس کی چوکھٹ کے سامنے کھڑے ہو کر دعا مانگنا یہ سب اللہ کی شان ہے بزرگانِ دین کے مزاروں پر ہر سال متعین تاریخ میں عرس ہوتا ہے جشن منایا جاتا ہے، قوالیاں ہوتی ہیں، گاجا باجا ہوتا ہے بس نہ پوچھئے طرح طرح کی خرافات ہوتی ہیں، ڈھونگ رچایا جاتا ہے،

دین و مذہب اور شریعت کے ساتھ کھلواڑ ہوتا ہے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا کہ میری قبر کو جشن مت بناؤ اللہ کے لاڈلے اور محبوب پیغمبر کی قبر سے زیادہ متبرک کس کی قبر ہو سکتی ہے جب آپ نے اپنی قبر کو جشن بنانے سے منع فرمایا تو فیصلہ کیجئے کہ دوسروں کی قبر کو جشن کیونکر منایا جاسکتا ہے اللہ اور اس کے رسول نے تو قبروں کو عید اور جشن منانے سے منع فرمایا مگر ہمارا حال یہ ہے کہ شریعت کی مخالفت کرتے ہیں مزاروں پر اس طرح جمع ہوتے ہیں جیساکہ عید کیلئے جمع ہوتے ہیں، مرد و عورت سبھی ہوتے ہیں بے حیائی کا سماں ہوتا ہے شرم و حیا ان پر روتی ہے اولیاء اور شہیدوں کی قبروں کے ساتھ عجیب معاملہ ہوتا ہے قبروں کو سجدہ گاہ بنایا جاتا ہے ان کا طواف کیا جاتا ہے ان کے ارد گرد گھوما جاتا ہے، ان پر چراغ جلایا جاتا ہے، موم بتیاں جلائی جاتی ہیں ان پر چڑھاوا چڑھایا جاتا ہے ان کے نام پر مرغے بکرے ذبح کئے جاتے ہیں سید احمد کبیر کی گائے اور شیخ عبدالقادر جیلانی کا بکرا نام رکھا جاتا ہے، مبارک اور عظیم پیشانی کو ان پر ٹیک دیا جاتا ہے گناہوں کا بازار گرم ہوتا ہے حالانکہ ہم سب کے مولیٰ و آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّیْ اَنْهَاکُمْ عَنْ ذٰلِكَ فرمایا خبردار قبروں کو سجدہ گاہ مت بناؤ میں

تم کو اس سے روکتا ہوں مزاروں کو پختہ بنایا جاتا ہے ان پر گنبد وغیرہ تعمیر کی جاتی ہے جبکہ رسول پاک علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

محترم دوستو!

ایک نہیں سینکڑوں ہزاروں بدعات و خرافات میں ہم مبتلا ہیں۔ تیجہ دسواں، چالیسواں، اور برسی منائی جاتی ہے، ہر سال ماہِ ربیع الثانی کی گیارہویں تاریخ کو محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی گیارہویں کے نام سے یوم وفات منایا جاتا ہے گھروں اور مسجدوں میں روشنی کا اہتمام کیا جاتا ہے یاد رکھو یومِ وفات کو خوشیاں منانا محبت کی علامت نہیں عداوت کی دلیل ہے

ایصالِ ثواب کی خاطر جو کھانا تیار کیا جاتا ہے اس پر فاتحہ خوانی ہوتی ہے جبکہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام تابعین تبع تابعین اور سلفِ صالحین میں کہیں اس کا وجود نہیں ملتا۔

میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دی جاتی ہے اذان واقامت میں جب مؤذن یا مکبر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کہتا ہے تو انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھا جاتا ہے۔

نماز فجر، عصر، جمعہ اور عیدین کے بعد مصافحہ کیا جاتا ہے اور اس کو

سنّت سمجھا جاتا ہے، بعض مقامات پر دیکھا جاتا ہے کہ سنن ونوافل سے فارغ ہو کر دعائے ثانی کا انتظار ہوتا ہے، امام دعا کرتا ہے اور لوگ اس پر آمین کہتے ہیں۔

محفل میلاد قائم ہوتی ہے آپؐ کی مبارک ولادت کے من گھڑت اور جھوٹے قصّے بیان کئے جاتے ہیں، بے ریش اور خوش الحان لڑکے غزل خوانی کرتے ہیں عورتیں بن سنور کر شریکِ محفل ہوتی ہیں ضرورت سے زیادہ محفل کو سجایا جاتا ہے۔ محفل کے ختم پر شیرنی تقسیم ہوتی ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں غلو سے کام لیا جاتا ہے۔ محفلِ میلاد کو فرائض و واجبات سے زیادہ اہم اور باعثِ ثواب سمجھا جاتا ہے شریک نہ ہونیوالوں کو برا بھلا کہا جاتا ہے۔ نماز جیسی اہم عبادت کے فوت ہونے کی پرواہ نہیں ہوتی۔ ولادت کے تذکرہ کے وقت کھڑے ہوتے ہیں اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود محفل میں تشریف لاتے ہیں، ہائے افسوس۔

خادمِ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام کے نزدیک آپکی ذات سے زیادہ محبوب دنیا کی کوئی شئ نہ تھی اس کے باوجود آپ کو دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے تھے اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ کھڑے ہونے سے آپ کو ناگواری ہوتی ہے۔ بتاؤ وہ سچے جانثار آپ کو دیکھ کر بھی کھڑے نہ ہوتے تھے تو ہمارے لئے کھڑا ہونا صرف اس خیال سے کہ آپ تشریف

سنّت سمجھا جاتا ہے، بعض مقامات پر دیکھا جاتا ہے کہ سنن و نوافل سے فارغ ہو کر دعائے ثانی کا انتظار ہوتا ہے، امام دعا کرتا ہے اور لوگ اس پر آمین کہتے ہیں۔

محفل میلاد قائم ہوتی ہے آپؐ کی مبارک ولادت کے من گھڑت اور جھوٹے قصّے بیان کئے جاتے ہیں، بے ریش اور خوش الحان لڑکے غزل خوانی کرتے ہیں عورتیں بن سنور کر شریک محفل ہوتی ہیں ضرورت سے زیادہ محفل کو سجایا جاتا ہے، محفل کے ختم پر شیرنی تقسیم ہوتی ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں غلو سے کام لیا جاتا ہے. محفلِ میلاد کو فرائض و واجبات سے زیادہ اہم اور باعثِ ثواب سمجھا جاتا ہے شریک نہ ہونے والوں کو برا بھلا کہا جاتا ہے۔ نماز جیسی اہم عبادت کے فوت ہونے کی پرواہ نہیں ہوتی۔ ولادت کے تذکرہ کے وقت کھڑے ہوتے ہیں اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود محفل میں تشریف لاتے ہیں، ہائے افسوس۔

خادمِ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام کے نزدیک آپکی ذات سے زیادہ محبوب دنیا کی کوئی شئی نہ تھی اس کے باوجود آپ کو دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے تھے اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ کھڑے ہونے سے آپ کو ناگواری ہوتی ہے. بتاؤ وہ سچے جانثار آپ کو دیکھ کر بھی کھڑے نہ ہوتے تھے تو ہمارے لئے کھڑا ہونا صرف اس خیال سے کہ آپ تشریف

لائے ہیں کیوں کر روا ہو سکتا ہے۔

مسلمانو!

میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں

کیا صحابۂ کرام نے آپؐ کو عالم الغیب جانا۔

کیا صحابۂ کرام نے آپؐ کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھا۔

کیا صحابۂ کرام نے آپؐ کو مختارِ کل مانا۔

کیا صحابۂ کرام نے غیر اللہ کو حاجت روا اور مشکل کشا تصور کیا۔

کیا صحابۂ کرام نے غیر اللہ سے مرادیں مانگیں۔

کیا صحابۂ کرام نے غیر اللہ کو بلا و مصیبت کو ٹالنے والا تصور کیا۔

کیا صحابۂ کرام نے قبروں کو سجایا اور ان پر چراغاں کیا۔

کیا صحابۂ کرام نے گاجا باجا کیا اور ڈھونگ رچایا۔

کیا صحابۂ کرام نے یہ تمام خرافات ادا کیں۔

نہیں ہرگز نہیں۔

جب دورِ صحابہ میں ان چیزوں کا وجود نہیں ملتا تابعین تبع تابعین کا زمانہ ان سے خالی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ان اعمالِ شرکیہ اور بدعات و خرافات میں مبتلا ہیں۔ مسلمانو! سمجھو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ غفلت کا پردہ چاک کرو، آج ساری دنیا کے اندر مسلمان ذلیل و خوار ہیں، غلامانہ

زندگی بسر کر رہے ہیں۔ چاروں طرف سے ظلم وزیادتی کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے قرآنی تعلیمات کو بھلا دیا ہے نیک اعمال ہمارے پاس نہیں مختلف قسم کی بدعات وخرافات میں ہم مبتلا ہیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا کھویا ہوا وقار ہمیں واپس ملے تو یہ تمام بدعات وخرافات اور اعمالِ شرکیہ کو ختم کر کے خالص توحید پر گامزن ہونا ہوگا جس توحید کی خاطر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیفیں اٹھائیں مشقتیں جھیلیں ظلم وستم برداشت کیا۔

سامعین حضرات!

یہی خالص توحید کا پیغام تھا جس کی وجہ سے آپؐ پر پتھر برسائے گئے۔

آپؐ کے راستہ میں کانٹے بچھائے گئے۔

آپ کو گالیاں دی گئیں۔

آپ پر غلاظت ونجاست ڈالی گئی

یہی توحید کا پیغام تھا جس کی بنا پر

صحابۂ کرام کو ستایا گیا

صحابۂ کرام کا ناحق خون کیا گیا

صحابۂ کرام کو عرب کے تپتی ہوئے ریت پر لٹایا گیا

صحابۂ کرام کو آگ کے انگاروں پر سلایا گیا

صحابۂ کرام کی بیویوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دیا گیا
الغرض وہ سب کچھ ہوا جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی

پیارے دوستو!
اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا کے ساتھ ہماری آخرت بھی سنور جائے اللہ کا رسول ہم سے راضی ہو جائے تو پیغمبر کے طریقوں پر چلنا ہو گا، آپ کی بات کو دل و جان سے ماننا ہو گا، اس لئے کہ پیغمبر کے خلاف جو راستہ ہے وہ ضلالت و گمراہی کا راستہ ہے وہ جنّت کا نہیں بلکہ جہنم کا راستہ ہے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید ÷ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جس نے پیغمبر کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ ہرگز منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا، ہماری ذمہ داری ہے کہ اس نازک اور پر فتن دور میں توحید خالص کو اپنا شیوہ بنائیں، اعمالِ شرکیہ سے اجتنابِ کلی اختیار کریں۔ بدعات و خرافات کو جنم نہ لینے دیں، سنّت والا راستہ اختیار کریں، قوم و ملت کو بدعت سے جو کہ ضلالت ہے گمراہی ہے بچنے کی تلقین کریں، اپنی اور اپنے گھر خاندان والوں کی بدعت کے اڈّوں سے حفاظت کریں۔

دوستو!
اگر ہم نے ایسا کیا اور بدعت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا امت کو عقائد حقہ کی تعلیم دی باطل عقائد کی دلدل میں پھنسی ہوئی انسانیت کو رشد و ہدا

کا پیغام سنایا تو یقیناً کامیابی ہمارا آگے بڑھ کر استقبال کریگی۔ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا نصیب ہوگی، دنیاوی زندگی کیساتھ ہماری آخرت کا سدھار ہوگا چنانچہ رحمۃ للعالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ۔ حدیث پاک کا مطلب ہے کہ جب امت کے لوگ طرح طرح کی بدعتیں ایجاد کریں گے اور ہر ایک اپنی بدعت کو اچھا سمجھ کر ذوق وشوق کے ساتھ عمل کرے گا اور ہزاروں بدعتیں ہوں گی کسی بدعت کو فرض جانا جائے گا کسی کو واجب اور سنت سمجھا جائے گا، کوئی اپنے بزرگوں کی رسم جان کر کوئی عوام کے طعن سے ڈر کر عمل کرے گا اور ہر ایک اپنی بات پر اٹل ہوگا تو ایسے وقت میں جو شخص میری سنت پر عمل کریگا اور بدعت سے اجتناب کرے گا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو مضبوطی سے تھام کر کسی حال میں نہ چھوڑے گا تو اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔ افسوس ہے اس مسلمان پر جس نے قرآنِ پاک کی تعلیمات کو بھلا دیا سنت رسول کا جنازہ نکالا واہی تباہی قصوں کہانیوں پر اعتقاد جمایا اسی پر میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں دعاء کیجئے کہ خدائے وحدہٗ لاشریک تمام مسلمانوں کو عقیدے کی سلامتی عطا فرمائے اور بدعات وخرافات سے پوری امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے اور

اللہ تعالیٰ پورے عالم کے مسلمانوں کو سنّت کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ
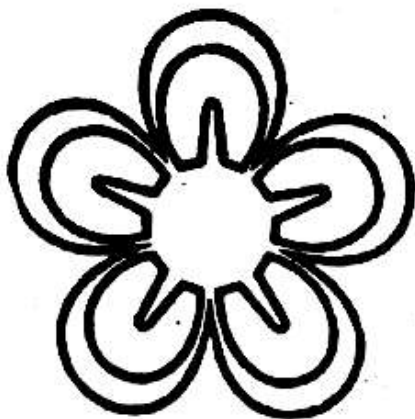
آج کا بگڑا ہوا معاشرہ

اور

ہماری ذمہ داریاں

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یاایھا الذین اٰمنوا لاتتبعوا خطوات الشیطان ومن یتبع خطوات الشیطان فانہٗ یامر بالفحشاء والمنکر۔

معزز سامعین کرام۔!

میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مقدس کی ایک آیت پڑھی ہے جس میں ربِ کائنات نے ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو اور جو شخص شیطان کے نقشِ قدم پر چلے گا تو شیطان اسکو بے حیائی اور برائی کا حکم دے گا۔

ملّتِ اسلامیہ کے نوجوانو ! ــــــ آج کی اس محفل میں اور آج کے اس مبارک اجلاس میں میری تقریر کا موضوع (آج کا بگڑا ہوا معاشرہ اور ہماری ذمہ داریاں) ہے بارگاہِ ایزدی میں دعا کیجئے کہ خالق کائنات مجھے صحیح بات کہنے اور پوری امّتِ مسلمہ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نوجوان دوستو ! ــــــ آج کے اس نازک دور میں ہمارا معاشرہ اور سماج کن کن خرابیوں سے دوچار ہے اسکے اسباب و وجوہات کیا ہیں ان سے مقابلہ اور دفاع کی کیا تدابیر ہیں ان کو اس مختصر سے وقت میں بیان کرنا اور ان پر تفصیلی روشنی ڈالنا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن سا معلوم ہوتا ہے لیکن سرِ دست دورِ حاضر کے بعض شدید فتنوں کا اجمالاً اور بعض کا تفصیلاً ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

دوستو ! ــــــ وہ اسباب کہ جنہوں نے معاشرے کی بنیاد کو ہلا کر رکھدیا ہے اور امّتِ مسلمہ کے دامنِ عفّت کو تار تار کر دیا ہے۔ ان میں سے سفلی عمل کرنا اور کرانا، غیر مشروعہ طور پر گنڈے تعویذ کرنا، غیر شرعی کاموں کے لئے منت ماننا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، مردوں کا ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننا۔ غیر محرم مردوں اور عورتوں کا بے محابا ملنا جلنا، لغو تفریحات میں وقت ضائع کرنا، ریڈیو ٹیلی ویژن پر فواحشات اور حیا سوز مضامین کا نشر ہونا، ان کا دیکھنا اور سننا، سینما دیکھنا، جوا

کھیلنا، عورتوں کا بے پردہ رہنا اور ننگے سر گھومنا پھرنا، گلا بازو اور پیٹ کا کھلا رہنا، باریک لباس پہننا، شوہر کی امانت میں خیانت کرنا، دفاتر میں نامحرموں کے ساتھ کام کرنا، بے پردہ بازاروں میں جانا، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا کالج میں مخلوط تعلیم حاصل کرنا، رشوت لینا اور دینا، سود لینا اور دینا، غیبت کرنا یا سننا، تصاویر کا رکھنا اور دیواروں پر لگانا، شوقیہ کتا پالنا، تقاریبِ شادی میں روپیہ پیسہ نمائش کے لئے خرچ کرنا، الغرض بہت سی خرابیاں ہیں جو ہمارے معاشرے اور سماج میں جاری وساری ہیں۔

محترم حضرات! ــــــــ یہ بھیانک بیماریاں ہیں جن کا تذکرہ اجمالی طور پر میں نے آپکے سامنے رکھا طول میں نہ جاتے ہوئے بعض شدید فتنوں کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اولاً اس فتنہ کا تذکرہ کیا جائے جس نے شرم وحیا کا جنازہ نکال کر مکاری وعیاری کو عام کر دیا ہے جسے لوگ سینما سے یاد کرتے ہیں۔

حضرات! ــــــــ ایک دور وہ تھا کہ گانا بجانا ناچنا اور منھ کھول کر غیروں کے سامنے بیٹھنا معیوب شمار ہوتا تھا، اونچے اور برے درجہ کے لوگ تو درکنار کم درجہ کے لوگ بھی اس کو بے حیائی اور برا فعل یقین کرتے تھے کیا کسی کی شرم وغیرت اس بات کی اجازت دے سکتی تھی کہ

اس کی بہو بیٹی غیروں کے سامنے ناچے اور گائے کیا یہ ممکن تھا کہ ناچ گانوں کی محفل میں اپنی عورتوں کو غیر مردوں کے سامنے بے پردہ بٹھا دیا جائے ہرگز نہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ آج ہر ہر شہر میں ایک نہیں کئی کئی سینما ہیں جہاں مردوں اور عورتوں کے غول کے غول نظر آتے ہیں۔ شریف زادیاں خود ایکٹروں کے فرائض انجام دیتی ہیں، گندے اور فحش قصوں کی اداکاری میں اجنبی مردوں کے سامنے نہایت بے باکی سے حصہ لیتی ہیں۔ شرم وحیا ان پر روتی رہے مگر ان کے سامنے مردوں اور عورتوں کے گروہ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور قہقہے لگا کر ان کو خوب داد دیتے ہیں اور خود ہی اپنی تہذیب کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ہائے افسوس ہماری عقل کہاں چلی گئی مالدار اور غریب سبھی اس بیماری میں مبتلا ہیں سینما دیکھنا ضروریات زندگی میں داخل ہو گیا ہے، کیا یہی انسانیت ہے کہ اپنی بہو بیٹیوں کے ساتھ تماشا دیکھا جائے، آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ارشاد فرمایا ہے کہ میں گانے بجانے کو مٹانے کے واسطے بھیجا گیا ہوں مگر ہم ہیں کہ آپ کے امتی ہیں اور بڑے زور وشور سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور خود فلمیں بناتے اور دیکھتے ہیں، سینکڑوں اور ہزاروں گھروں کی چھتوں پر جب نظر پڑتی ہے تو چاروں طرف لعنت کے اسٹینا دکھائی دیتے ہیں جن سے ٹیلی ویژن پر پروگرام اور فلمیں آتی ہیں اور یوں کہا جاتا ہے کہ

ٹی وی دیکھنے سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔
ٹی وی دیکھنے سے سائنس کی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔
ٹی وی دیکھنے سے جدید تحقیقات کا پتہ چلتا ہے۔
ٹی وی دیکھنے سے کارخانوں کی پیداوار کا پتہ چلتا ہے۔
ٹی وی دیکھنے سے ہڑتالوں کے اسباب معلوم ہوتے ہیں۔
ٹی وی دیکھنے سے انسانی زندگی میں ترقی کی راہیں کھلتی ہیں۔
ٹی وی دیکھنے سے انسان ترقی کرتا ہے۔
ٹی وی دیکھنے سے بچے ہوشیار ہوتے ہیں۔
ہائے افسوس۔ ایک حرام اور ناجائز چیز کو اسکے فوائد بیان کر کے جائز سمجھا جاتا ہے۔

اسلام کے پاسبانو! ——— جن فوائد کو شمار کرایا گیا ہے دوسری چیزوں سے بھی ان کو حاصل کیا جا سکتا ہے، اخبار و رسائل اور ریڈیو کے ذریعے بھی یہ سب باتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔ یاد رکھئے ٹیلی ویژن وہ خطرناک شئی ہے کہ جس کے ذریعہ عورتوں مردوں بچوں اور بڑوں کے اخلاق خراب ہوتے ہیں بے حیائی کیسی غالب ہوتی ہے معاشرہ کس قدر تباہ ہوتا ہے، خاندان کے تمام افراد ماں باپ اور سب اولاد بے حیائی کا معائنہ کرتے ہیں، حیا و شرم جاتی رہتی ہے، ایک دوسرے کو مارنے اور

قتل کرنے کے واقعات بھی پیش آتے ہیں اس میں فحاشی عریانیت اور شہوت انگیز مناظر کی کثرت ہوتی ہے، ماں باپ بہو بہن بیٹیاں سب ہی ہوتے ہیں، اور سب ہی خوب شوق سے دیکھتے ہیں، کیا آپ کا ضمیر اس بات کو گوارہ کرسکتا ہے کہ ماں باپ بیٹا بیٹی ساس اور داماد ایک جگہ مل کر بیٹھے ہوں اور سامنے بوس وکنار چوما چاٹی لپٹا چھپٹی ہو رہی ہو یقیناً باعزت انسان اس کو کبھی گوارہ نہیں کرسکتا۔

محترم حضرات! ———— ہفت روزہ "ختم نبوت" پاکستان نے اپنے شمارہ ۵ جلد ۶ میں بڑا دردناک واقعہ بیان کیا ہے واقعہ یوں ہے کہ رمضان المبارک کی بات ہے افطار سے کچھ دیر پہلے ماں اپنی بیٹی سے کہتی ہے کہ آؤ افطاری کی تیاری میں میرا ہاتھ بٹاؤ بیٹی جواب دیتی ہے کہ امی جان ٹھہرئیے تو ٹی وی پروگرام دیکھنا ہے اس کو دیکھنے کے بعد کام کروں گی یہ کہہ کر بیٹی چھت پر چلی جاتی ہے کمرہ میں ٹی وی رکھا ہوتا ہے بیٹی ماں کے ڈر سے دروازہ بند کرلیتی ہے ادھر ماں بیٹی کو آواز پر آواز دیتی ہے مگر وہ ایک نہیں سنتی۔ کافی وقت گذر جاتا ہے گھر میں سب مرد بھی آجاتے ہیں افطاری سے بھی فراغت ہوجاتی ہے مگر بیٹی کمرہ سے باہر نہیں نکلتی ماں۔ دروازہ کھٹکھٹاتی ہے اندر سے کوئی آواز نہیں آتی، ماں کا دل ڈر جاتا ہے اس کے باپ اور بھائیوں کو بلاتی ہے وہ سب

حاضر ہوتے ہیں اور دروازے کو توڑ دیتے ہیں کمرے کے اندر داخل ہوتے ہیں دیکھتے کیا ہیں کہ لڑکی زمین پر اوندھی پڑی ہوتی ہے اور مرچکی ہوتی ہے سب کے سب اس کو زمین سے اٹھا اٹھا کر تھک جاتے ہیں مگر وہ نہیں اٹھتی اچانک کسی کے ذہن میں ایک بات آتی ہے کہ ٹی وی کو اٹھایا جاتا ہے تو لڑکی بھی اٹھ جاتی ہے بس پھر تو یہ ہوتا ہے کہ ٹی وی کو اٹھایا جاتا ہے تو لڑکی بھی اٹھتی ہے ورنہ کوئی اس کو اٹھا نہیں سکتا، آخر کار ٹی وی کے ساتھ لڑکی کو بھی اٹھایا جاتا ہے اور اس کو نیچے لاتے ہیں غسل دیا جاتا ہے کفن پہنایا جاتا ہے اور چارپائی پر لٹایا جاتا ہے اس کے بعد چارپائی کو اٹھایا جاتا ہے مگر وہ نہیں اٹھتی پھر وہی تدبیر بروئے کار لائی جاتی ہے کہ ٹی وی کو اٹھا کر قبرستان لے جاتے ہیں لڑکی کو دفن کر دیا جاتا ہے اور ٹی وی کو گھر لانا چاہتے ہیں جوں ہی ٹی وی اٹھاتے ہیں لڑکی قبر سے باہر آپڑتی ہے لڑکی کو دوبارہ دفن کیا جاتا ہے ٹی وی کو اٹھانا چاہتے ہیں میت دوبارہ قبر سے باہر آجاتی ہے اب تو سب کے سب حیران ہیں پریشانی کا عالم ہے ہر تدبیر ناکام ہے آخر کار ٹی وی سمیت لڑکی کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، دوستو! جگر پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کریں کہ اس لڑکی کا انجام کیا ہوا ہوگا، ایک نہیں متعدد واقعات اس طرح کے رونما ہو چکے ہیں جو ہم سب کے واسطے عبرت کا پیغام ہیں یہ واقعات ہمیں یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ

ٹی وی انسانیت کی دشمن ہے

ٹی وی فحاشی وعریانیت ہے

ٹی وی تباہی وبربادی ہے

ٹی وی سے عیاری ومکاری پھیلتی ہے

ٹی وی سے زناکاری وبدکاری عام ہوتی ہے

ٹی وی سے شرم وحیا کا جنازہ نکلتا ہے

ٹی وی سے بھیانک جرائم کا بازار گرم ہوتا ہے

ٹی وی سے معصیت ونافرمانی کا باب کھلتا ہے

ٹی وی سے دنیا وآخرت دونوں تباہ وبرباد ہوتی ہیں

ٹی وی سے خدا اور اس کا رسول ناراض ہوتا ہے

ملت اسلامیہ کے جیالو! ——— ہماری ذمہ داری ہے کہ قوم وملت کو اس بھیانک بیماری سے بچانے کی فکر کریں تقریروں اور بیانات کے ذریعہ اس کے ناجائز ہونے اور اس کی قباحتوں کا تذکرہ کریں تصنیفات وتالیفات میں امت کو سینما اور ٹی وی سے بچنے کی تعلیم دیں، آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور زندگی ان کے سامنے رکھیں جوکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے نمونہ ہے اپنے گھر خاندان رشتہ داروں اور متعلقین میں اس وبائے عظیم کو جنم نہ لینے دیں اخبار ورسائل

شائع کر کے امت کو اصلاحِ معاشرہ کا درس دیا جائے۔

حضرات!

برباد گلستاں کرنے کو ایک ہی الو کافی تھا
ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہوگا

قوم کی تباہی و بربادی کے لئے سینما اور ٹیلی ویژن ہی کافی تھے مگر یورپ اقوام اور دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کو تباہی کے غار میں دھکا دینے اور ان کے پاکیزہ معاشرہ کو بد سے بدتر بنانے کے لئے بے پردگی کا درس دیا، مغربی تہذیب کی اس آواز پر خواتین حضرات نے لبیک کہا اور شریعتِ مطہرہ کے اس اہم اور عظیم حکم کو پس پشت ڈال کر بے پردہ گھومنے لگیں حالانکہ آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پوری دنیا کی تاریخ میں عورت مرد کے باہم اختلاط کو کبھی اچھا نہیں سمجھا گیا موسیٰ علیہ السلام نے جب مدین کا سفر کیا تو جو عورتیں کنوئے پر الگ کھڑی تھیں اس کی وجہ بھی یہی بتلائی گئی ہے کہ انہوں نے مردوں کے ہجوم میں گھسنا پسند نہیں کیا۔ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے ترمذی شریف کی روایت کے مطابق زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اپنا چہرہ دیوار کی طرف کئے ہوئے بیٹھی تھیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے مردوں اور عورتوں میں جو شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے بے تکلف ملاقات کا رواج نہ تھا قرآن پاک

جو زمانۂ جاہلیت کی عورتوں کی بے پردگی کا تذکرہ ہے وہ آوارہ اور لونڈیوں کے بارے میں ہے زندگی کے ہر شعبہ میں عورتوں کو ساتھ رکھنا یورپ اقوام کی پیداوار ہے یورپ اقوام کا یہ حال اور یہ عمل پہلے نہ تھا بلکہ ماضی سے ہٹ کر بعد کی پیداوار ہے۔

پیارے دوستو! ـــــــ شریعتِ مطہرہ نے پردہ کے فوائد اور بے پردگی کے نقصانات کو سامنے رکھ کر پردہ کا حکم دیا ہے چنانچہ تجربہ شاہد ہے کہ پردہ سے دینی اور دنیاوی فائدے ہیں اور بے پردگی سے بے شمار نقصانات ہیں۔

بے پردگی معاشرہ اور خاندان کی بنیاد کو ہلا کر رکھ دیتی ہے۔

بے پردگی ذہنی جسمانی اور اخلاقی قوتوں کو فنا کرنے کا آلہ ہے

بے پردگی سے دلوں کی پاکیزگی ختم ہوتی ہے۔

بے پردگی سے بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں۔

بے پردگی سے فتنہ و فساد کا دروازہ کھلتا ہے۔

بے پردگی سے عیاری و مکاری زناکاری و بدکاری عام ہوتی ہے۔

جس کی زندہ مثال یورپ اقوام میں موجود ہے کہ ہر سال بے شمار عورتیں ناجائز اور حرام اولاد کو جنم دیتی ہیں، بے پردگی سے عورتوں کی حیا جاتی رہتی ہے۔

بے پردگی سے مردوں کے دل و دماغ میں برے وساوس اور گندے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

بے پردگی سے زندگی کے ہر شعبہ میں بدانتظامی بداخلاقی اور بے حیائی جیسی مہلک بیماریاں وجود میں آتی ہیں، نیز سب سے بڑھ کر شریعت اسلامیہ کا حکم ٹوٹتا ہے اللہ اور اس کا رسول ناراض ہوتا ہے۔ ہمارا رات دن کا تجربہ ہیکہ بے پردگی سے آج ہمارے اسلامی معاشرہ میں یہ تمام نقصانات سامنے ہیں ہماری ذمہ داری ہے کہ خواتین حضرات کو پردہ کا حکم سنایا جائے، ازواجِ مطہرات کے حالات اور ان کی پاکیزہ سیرت کو ان کے سامنے رکھا جائے۔ قرآن پاک میں پردہ پر کس قدر زور دیا گیا ہے اور احادیث میں کس قدر پردہ کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے وہ سب ان کو سنایا جائے بے پردگی کے نقصانات کو ان کے سامنے رکھا جائے اور پردہ کی فضیلت اور اس کے فوائد ان کو بتائے جائیں کہ

اگر پردہ ہوگا تو بھیانک جرائم سے حفاظت ہوگی

اگر پردہ ہوگا تو پاکدامن خواتین کا چہرہ اوباش اور بدکار لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہے گا۔

اگر پردہ ہوگا تو ان کے حسب و نسب پر کسی قسم کا داغ دھبہ نہ آئے گا۔

اگر پردہ ہوگا تو مردوں اور عورتوں کا دل و دماغ شیطان کے وسوسوں سے

پاک صاف رہے گا۔

اگر پردہ ہوگا تو خاندان والے عورت کو عفت کی داد دیں گے۔

اگر پردہ ہوگا تو ذہنی وجسمانی قوتوں میں اضافہ ہوگا۔

اگر پردہ ہوگا تو فتنہ وفساد اور فواحش کا دروازہ بند ہوگا۔

اگر پردہ ہوگا تو عورتوں کی حیا باقی رہے گی

اگر پردہ ہوگا تو شریعت کے حکم پر عمل ہوگا۔

اگر پردہ ہوگا تو آخرت میں نجات کا سامان ہوگا۔

دوستو! ـــــــــ ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنی عورتوں کو بے پردہ نہ رہنے دیں تاکید کے ساتھ ان کو پردہ کی تعلیم دی جائے کالجوں میں بے پردہ تعلیم حاصل کرنے سے اپنی بچیوں کو روکا جائے آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے احوال ان کے سامنے رکھے جائیں ڈنکے کی چوٹ جلسوں اور دینی محفلوں میں اس پر زور دیا جائے نیک اور باپردہ خواتین کی زندگی ان کے سامنے رکھی جائے۔

محترم حضرات! ـــــــــ آج کے پرفتن اور پرآشوب دور میں چاروں طرف فساد کا ماحول ہے برائیاں عام ہوتی چلی جارہی ہیں چاروں طرف شیطانی جال پھیلے ہوئے ہیں در و دیوار سے گانے بجانے کی شیطانی آواز فضا میں تعفن پیدا کر رہی ہے، شیطان رجیم

انسانیت کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کرنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگا رہا ہے، سینما ہال فواحشات سے مزین ہیں عورتیں بن سنور کر بے پردہ کھلے مہار سڑکوں پر گھوم رہی ہیں بد نظری عام ہے۔ زنا کاری بدکاری اور لواطت جیسے بھیانک جرائم کی طرف میلان ہے دکانوں مکانوں صحرا و بیابانوں میں احکام شریعت کا جنازہ نکل رہا ہے باطل و گمراہ فرقے مسلمانوں کے عقائد پر ڈاکہ زنی کی کوشش کر رہے ہیں۔ الغرض بے حیائی اور برائیوں کا بازار گرم ہے، فضائے کائنات اپنی تمام تر رعنائیوں کے باوجود ماتم کدہ بنتی جا رہی ہے۔

دوستو! ______ آؤ ہم سب مل کر اس بات کا عہد کریں کہ تا دم حیات اسلام کی پاسبانی کریں گے اور ایک ایسے صالح معاشرے کی تعمیر کریں گے جو انسانیت کو ظلمت و تاریکی کی گھٹا ٹوپ اندھیریوں سے نکال کر اپنے خالق و مالک سے رشتۂ عبدیت قائم کرنے میں معین و مددگار ثابت ہو۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے معاشرے میں جو خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں ان کو دور فرمائے اور ہم سب کو اسلامی معاشرہ نصیب فرمائے اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

مسلمانوں کی تباہی

اور

اس کا علاج

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

محترم بزرگو اور دوستو! آج میری گفتگو کا موضوع مسلمانوں کی تباہی اور اس کا علاج ہے۔ آئیے اس موضوع کے تحت ہم اپنے

شاندار ماضی پر ایک نظر ڈال کر مستقبل کی تعمیر و ترقی کے سامان تلاش کریں قرآن کریم میں ربّ ذوالجلال کا ارشاد ہے۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ تم ہی سر بلند رہو گے اگر تم مومن ہو یہ ارشاد باری ہماری پوری تاریخ کا اختصار ہے اور اسی میں ہماری ترقی کا راز مضمر ہے، تاریخ کے سینکڑوں واقعات یہ بتانے کے لئے کافی ہیں کہ جب بھی ہمارا رشتہ اللہ سے اور اسکے دین سے مضبوط رہا سر بلندی و کامیابی نے ہمارے قدم چومے اور جب کبھی اس رشتہ میں کسی قسم کی کمزوری آئی ہم عزت و رفعت کے آسمان سے ذلت و پستی کے غار میں جا گرے۔ تاریخ ہمارے سامنے جنگ بدر کی مثال پیش کرتی ہے جنگ بدر میں جو کامیابی ہوئی وہ صرف اسی رشتہ کی مضبوطی کی بنیاد پر ہوئی ورنہ اگر کامیابی ہوتی تو کفارِ مکہ کو ہوتی کیونکہ کفارِ مکہ تقریباً ایک ہزار تھے اور بڑے جوش و خروش کے ساتھ تھے ان کے پاس سات سو اونٹ اور دو سو گھوڑے نیز سب کے پاس تلواریں اور دیگر جنگی ہتھیار موجود تھے ادھر ابوجہل عتبہ، شیبہ، ولید، حنظلہ، عبید، عاص، حرث، امیہ ابن خلف، نضر ابن حارث، عبد المطلب جیسے شجاعت کے پیکر اور آزمودہ کار

تھے اور ادھر بیچارے مسلمان بے سروسامان کل تعداد تین سو تیرہ سواری کے لئے کل دو گھوڑے اور ستر اونٹ ہیں ایک ایک پر تین تین چار چار آدمی سوار ہیں اور بعض پیدل ہی سفر کر رہے ہیں اور کسی کے پاس نیزہ اور کمان ہے تو تلوار نہیں اور کسی کے پاس تلوار ہے تو نیزہ اور کمان نہیں۔

محترم بزرگو اور دوستو! جب مقام بدر پر پہنچتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ کفارِ مکہ بلند مقام پر خیمہ زن ہو چکے ہیں جہاں پانی کی بھی فراوانی ہے۔ بے چارے مسلمانوں کو پست اور ریتیلی زمین پر خیمہ زن ہونا پڑا ایسی جگہ پر کہ اگر کسی کو پیاس لگے تو ایک گھونٹ پانی پینے کو نہ ملے۔

الغرض جنگ کے اندر جتنے اسباب اور جتنی چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے وہ سب کفارِ مکہ کو حاصل تھیں مگر جب لڑائی شروع ہوتی ہے تو کفار مکہ گاجر مولی کی طرح کاٹے جاتے ہیں کفار مکہ کا سب سے بڑا سردار ابوجہل دو بچوں معاذ اور معوذ کے ذریعے مارا جاتا ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ اس کے سر کو جسم سے جدا کرتے ہیں۔

مسلمانو! آپ جانتے ہیں کہ عبداللہ ابن مسعودؓ کون ہیں

یہ وہی ہیں جن کو مکہ کے صحن میں اسی ابو جہل نے مارتے مارتے بے ہوش کر دیا تھا آج میدانِ جنگ کے اندر وہی عبداللہ بن مسعودؓ ابو جہل کا سر قلم کرتے ہیں۔

امیہ ابن خلف ابو جہل کے بعد کفار مکہ کا سب سے بڑا سردار سمجھا جاتا تھا لیکن اپنے ساتھیوں کو اس طرح تہہ تیغ ہوتے دیکھ کر گھبرایا اور میدانِ جنگ چھوڑ کر مکہ کی طرف بھاگ پڑا۔ حضرت بلال حبشیؓ اس کے پیچھے بھاگے اور قریب پہنچ گئے امیہ بن خلف گھبرا کر گھوڑے سے نیچے گر جاتا ہے پیٹ کے بل لیٹ جاتا ہے اور شور مچاتا ہے معافی مانگتا ہے امن چاہتا ہے لیکن بلال حبشیؓ اس کے پیٹ پر نیچے سے تلوار چلا دیتے ہیں اور اس کو جہنم رسید کر دیتے ہیں۔

اسلام کے نوجوانو! جانتے ہو یہ بلال حبشیؓ کون ہیں اسی امیہ ابن خلف کے غلام ہیں جب اسلام قبول کیا تو مکہ کے اندر امیہ ابن خلف دوپہر کے وقت تپتے ہوئے ریت پر لٹا کر پتھر کی بڑی بڑی چٹانیں رکھ دیتا تھا تاکہ یہ حرکت نہ کر سکیں، رات کو زنجیروں میں باندھ کر کوڑے لگاتا اگلے دن ان کو گرم زمین پر لٹا کر اور

زیادہ زخمی کیا جاتا کہ تکلیف سے بے قابو ہو کر اسلام سے پھر جائیں یا یوں ہی تڑپ تڑپ کر مر جائیں، پیروں میں رسی باندھ کر مکہ کی گلیوں میں گھسیٹا جاتا ہے طرح طرح کی اذیتیں اور تکالیف پہنچائی جاتی ہیں یہاں تک کہ تکالیف دینے والے تھک جاتے ہیں اکتا جاتے ہیں کبھی امیہ ابن خلف کا نمبر آتا ہے کبھی ابو جہل کا نمبر آتا ہے تو کبھی اوروں کا نمبر آتا ہے آج میدان جنگ کے اندر وہی غلام اپنے آقا و مالک یعنی امیہ ابن خلف کو قتل کرنے کے لئے دوڑ رہے ہیں اور امیہ ابن خلف میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ رہا ہے۔

مسلمانو! وہ کونسی چیز تھی جس نے غلام کو غالب اور آقا کو مغلوب کر دیا، سچ فرمایا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ کہ تم ہی سر بلند رہو گے بشرطیکہ تم سچے پکے مسلمان رہے۔

اسی طرح دوسرے کفارِ مکہ اپنے ساتھیوں کو مقتول ہوتے دیکھ کر میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگنے لگے ستّر مقتول ہوئے اور ستّر گرفتار ہوئے اور مسلمانوں کو ایسی فتح حاصل ہوئی جس کو تاریخ فراموش نہیں کر سکتی لیکن افسوس صد افسوس آج جہاں دیکھئے جس

طرف دیکھئے وہیں مسلمان خوفناک طوفان میں گھرے ہوئے نظر آتے ہیں کہیں مسلمانوں کی آبروکو پامال کیا جارہا ہے کہیں مسلمان غلامانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔

حضرات! آج ہم اور تم اندلس کو نہیں جانتے حالانکہ یہ اندلس ایک وقت میں مسلمانوں کی سب سے بڑی طاقت اور حکومت تھی پوری دنیا میں شان وشوکت کی شہرت تھی اور وہاں تقریباً ساڑھے سات سو سال مسلمانوں کی حکومت رہی اور آج وہاں کی حالت یہ ہے کہ ایک مسلمان بھی نام لینے کو نظر نہیں آتا مسلمانوں کے اوپر تباہی اس طرح آئی کہ نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کو بے گھر کیا گیا بلکہ مسلمانوں کا قتل عام ہوا عزت وآبرو کو پامال کیا گیا ہزاروں مسلمانوں کو اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کیا گیا زندہ مسلمانوں کو آگ میں جلایا گیا زندہ مسلمانوں کو زمین کے اندر دفن کیا گیا یہی وجہ ہے کہ آج وہاں کوئی کلمہ پڑھنے والا نظر نہیں آتا۔

ملک برما میں مسلمانوں کو بے گھر کیا گیا مسلمانوں کو اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کیا گیا اور اسی پر بس نہیں بلکہ اسی ملک برما میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا عزت وآبرو کو پامال کیا گیا ہزاروں نوجوانوں کو قتل کر دیا گیا بیشمار عورتوں کو شہید کر دیا گیا معصوم بچوں کو ان کی ماں کی گود سے جدا

کر دیا گیا، علمار کرام کو سخت سے سخت سزائیں دی گئیں جبکہ ملک برما میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد موجود تھی۔

میرے محترم بزرگو! آپ دور نہ جائیں خود اپنے ملک کو دیکھئے کہ آج ہمارے ساتھ کیا نہیں کیا جا رہا ہے کون سے ایسے مظالم ہیں جن کو ہم برداشت نہیں کر رہے ہیں حالانکہ اسی ملک کے اندر ہماری حکومت رہی ہے اور آج ہماری حالت یہ ہے کہ آج ہم اطمینان کے ساتھ زندگی نہیں گذار سکتے ہیں کہیں ہمارے قتل کی تدبیریں سوچی جاتی ہیں ملک سے نکالنے کیلئے منصوبے بنائے جاتے ہیں کہیں ہمیں غیر ملکی کہہ کر بدنام کیا جاتا ہے۔ مسلمانو آج کیوں ہماری حالت ایسی ہو گئی ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

سوئی ہوئی قومیں جاگ اٹھیں بیدار مسلماں سوتا ہے
گہوارۂ قلب مومن میں اب جذبۂ ایماں سوتا ہے

امت مسلمہ کے دھڑکتے دلو! آج پوری دنیا ہمارے لئے وحشت و بربریت کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے، حالانکہ ایک زمانہ تھا کہ ہمیں دنیا کی ہر چیز سونپی گئی تھی جس طرف قدم بڑھاتے تھے بڑھتے اور پھیلتے چلے جاتے تھے باطل کی کوئی قوت و طاقت ہماری راہ میں حائل نہیں ہو سکتی

تھی علامہ اقبالؒ نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

اسلام کے پاسبانو! اسلام نے ہمیں بہت بڑا مقام عطا فرمایا ہے مگر افسوس ہم نے اس کی قدر نہ کی اور اپنے اصل مقام سے ہٹ گئے۔ مسلمانو سمجھو اور ہوشیار ہو جاؤ ورنہ لاپرواہی اور بے توجہی کا عالم رہا تو یاد رکھئے کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ ہماری باعظمت اور سربلند تاریخ مکروہ تاریخ میں منتقل ہو کر دنیا کی تمام تاریخوں کے سامنے سرنگوں نظر آئیگی۔ آج ہمیں سمجھنا چاہیئے اور غور و فکر کرنا چاہیئے کہ ہماری طرف تباہی اور بربادی کے ہاتھ بڑھ رہے ہیں جور و جفا ظلم و ستم کے پہاڑ لوٹ رہے ہیں شکنجوں میں دبانے کی کوشش کی جارہی ہیں آخران کی وجہ کیا ہے اور ایسا کیوں ہو رہا ہے خوب سمجھ لو اگر اس کا جواب ہو سکتا ہے تو یہی ہو سکتا ہے کہ آج مسلمان مسلمان نہ رہے آج ہم اپنے مسلمان ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں قوانینِ اسلام سے منہ موڑ کر اسلام کے اصولوں کو توڑ کر پھر اپنے آپ کو مسلمان پیش کرتے ہیں۔

مسلمانو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اللہ کی شریعت سے روگردانی

کرلی، حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے دامنِ مقدس کو ترک کر دیا، نماز
ہم نہیں پڑھتے روزہ ہم نہیں رکھتے قارون کی طرح مال اکٹھا کر کے ہم
رکھتے ہیں زکوٰۃ ہم نہیں دیتے حرام ہم کھاتے ہیں سود ہم لیتے ہیں،
قمار بازی اور جوئے بازی ہمارا شیوہ ہے شراب نوشی ہم کرتے ہیں
ناچ گانا بجانا ہمارا مشغلہ ہے اتحاد و اتفاق ہم میں نہیں اخوت وخودداری
سے ہم دور ہیں گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کی کوئی
بھی علامت ہم میں نہیں ہے نہ ہماری زندگی اسلامی زندگی ہے نہ ہمارا
طریقہ اسلامی طریقہ ہے۔

برادرانِ اسلام! ہمارے لئے دنیوی اور اخروی صلاح و فلاح
دونوں ہی ضروری ہیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ اس معبود حق کی پرستش کریں جو
ہمارا رب اور خالق ہے اور تاجدار مدینہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
کی پیروی کریں جو ہم لوگوں کے واسطے نبی آخر الزماں بنا کر مبعوث فرمائے
گئے ہیں صحابۂ کرام اور اکابرین عظام کے نقش قدم پر چلیں جن کی آنکھوں
میں جھلکتی ہوئی تصویر عبادت تھی جن کی آنکھوں میں تڑپتی ہوئی ایمان
کی حرارت تھی جن کے ہونٹوں پر مچلتی ہوئی قرآن کی تلاوت تھی جن کا
دل بادۂ عرفاں کا چھلکتا ہوا ساغر تھا۔

مسلمانو! آؤ متحد اور متفق ہو جاؤ اور ایک جھنڈے کے نیچے چلے آؤ اور اپنے معاشرے کی ان برائیوں کو مٹاؤ ورنہ تمہاری تباہی کی کوئی حد نہ ہو گی اور تمہیں سر بلند کرنے والی کوئی طاقت دنیا میں نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ شعور و بیداری اور اپنے زوال کا احساس اور اس کے ازالہ کی فکر نصیب فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ

عورت اور پردہ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی
اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ
الرحمن الرحیم، یایھا النبی قل لازواجک وبنتک
ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن

بے پردہ جو نظر آئیں کل چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

محترم حضرات: میں نے قرآن کریم کی آیت کا ایک ٹکڑا آپ حضرات کے سامنے پڑھا جس کے اندر نبی اکرم ﷺ کو اس بات کی ہدایت کی گئی ہے کہ اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور تمام مسلمانوں کی عورتوں

کو اس بات کا حکم دیجئے کہ اپنے اوپر تھوڑی سی چادر لٹکا لیں یعنی کلام اللہ شریف کی اس آیت میں پردہ کا حکم نازل ہوا ہے قرآنِ پاک کی ایک دوسری آیت کا ٹکڑا ہے وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ کہ عورتیں اپنی اوڑھنیوں کو سینوں پر ڈال لیا کریں اس آیت سے بھی پردہ کی جانب اشارہ ہے۔

مگر دوستو! جب مذہبِ اسلام کے روشن ستاروں سے کفر و الحاد، ظلم و جہالت کے بادل چھٹے بے غیرتی اور بے حیائی کی تاریکیاں ختم ہوئیں قرآنِ پاک کے عدل و انصاف سے باطل کے لہراتے جھنڈے گر پڑے مظلوموں اور بے کسوں کو مساوات اور برابری کا درجہ ملا، خاص طور پر ان عورتوں کو جو ظلم و ستم کی چکی میں پس رہی تھیں، مصائب و آلام کے پہاڑ ان پر توڑے جا رہے تھے اسلام نے ان کو ذلت و پستی کے غار سے نکال کر بلندی پر پہنچایا، ظہورِ اسلام سے لیکر صدیوں تک مسلمان عورتوں کی بڑائی کے گیت گائے جاتے رہے اگر تاریخ کے اوراق کھولے جائیں تو غیر مسلم عورتوں پر مسلمان عورتوں کی فضیلت اور برتری دکھائی دیگی۔

لیکن دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا میں شیطانی ڈنکے بجنے لگے مسلمان عورتوں کو مکاری و عیاری کے پھندے میں پھنسانے کے

ارادے ہونے لگے مسلمان عورت کو اس کے گھر کی چہار دیواری سے نکال کر شارع عام پر بدنام ورسوا کرنے کی انتھک کوشش کی گئی اسے شمعِ محفل بنا کر درندہ صفت انسانوں کے حوالے کیا گیا پردہ کی مخالفت میں لاکھوں صفحات سیاہ کر دیئے گئے ان کی صرف ایک ہی صدا تھی کہ پردہ کے گریبان کو چاک اور ریزہ ریزہ کیا جائے اور عورت کو بے لگام اور بے حیا چھوڑ دیا جائے وہ جو چاہے گل کھلائے چنانچہ خواہشات کے ان پٹھوؤں کی آرزوئیں پوری ہوئیں، اور انھوں نے آہستہ آہستہ مسلم خواتین کو بہکا لیا اور مسلم عورتوں نے بھی پردہ جیسی عظیم نعمت کو بیٹھ پیچھے ڈال کر مردوں کے ساتھ کاندھے سے کاندھا ملا کر چلنا شروع کر دیا۔ پھر نہ پوچھئے کہ اسلامی معاشرہ کن کن خرابیوں سے دوچار ہوا کتنی مصیبتوں اور آفتوں کا سامنا ہوا، بدکاری وزناکاری عام ہوتی چلی گئی مکانوں اور دکانوں، بستیوں اور بیابانوں میں برائیاں ہی برائیاں نظر آنے لگیں۔

محترم دوستو! اگر اسلام دشمن طاقتیں یورپ، امریکہ پردہ کے خلاف نعرہ بلند کریں تو ہمیں اس پر کوئی تعجب و حیرانی نہیں چونکہ اسلامی تعلیمات کو ہر طرح بدنام کرنا ان کا شیوہ بن چکا ہے مگر افسوس

صد افسوس کہ آج ہماری قوم کے اکثر لوگ جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور محمد عربی ﷺ کے امتی کہلاتے ہیں وہ بھی اسی ذہنی غلامی کا شکار ہیں، خاص طور پر انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ تو اس میں زیادہ مبتلا ہے وہ بھی پردہ کے معاملہ میں اسلام دشمنوں کے ساتھ ہیں اور انھیں کے دوش بدوش چل رہے ہیں کسی شاعر نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا ہے۔ کہ

انھیں کی محفل سنوارتا ہوں
چراغ میرا ہے رات ان کی

انھیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں
زباں میری ہے بات ان کی

محترم دوستو! آج پردہ کے مسائل کو لیکر مناظرہ بازیاں اور مضمون نگاریاں ہوتی رہتی ہیں پردہ کے خلاف تحریکیں چلتی ہیں پردہ کو ایک بہت بڑی ناانصافی کہا جاتا ہے عورت کے لئے پردہ کو قید و بند سے تعبیر کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ پردہ قید ہے پردہ کو وحشیت بتایا جاتا ہے آج مغربی تہذیب نے عورت کی شرم و حیا کی دولت کو لوٹ لیا ہے کہتے ہیں کہ پردہ کرنے سے ترقی نہیں ہو سکتی نتیجہ یہ ہے کہ آج ہمارا خاندانی اور معاشرتی نظام تباہ ہو چکا ہے اخلاق و عادات اور شرم و حیا کا جنازہ نکل چکا ہے۔

یہی وہ تہذیب ہے کہ جس نے عورت کو چراغِ خانہ بننے کے بجائے اسکے اندر شمعِ محفل بننے کا جذبہ ابھارا ہے۔ شعر

رواجِ بے حجابی خوشنما کانٹوں کی مالا ہے

نئی تہذیب سے ہوشیار یہ تاریک اجالا ہے

یہ اس یورپ اور امریکہ کی دین ہے کہ نوجوان لڑکیاں باریک سا دوپٹہ گلے میں ڈال کر اور چست اور باریک لباس پہن کر کھلے عام گھوم رہی ہیں میں اپنی ماؤں بہنوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری کامیابی کفار و مشرکین اور عیسائیوں کی باتوں میں نہیں بلکہ ہماری کامیابی و کامرانی خدائے وحدہ لاشریک اور رسول اکرمؐ کے بتائے ہوئے طریقے اور اسلامی احکامات کے اندر ہے ہمیں عقل کا چراغ گل کر کے نفس کے پیچھے بھاگنے اور مغرب کی بد تہذیب عورتوں کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہماری ہدایت قرآن و سنّت کے بتائے ہوئے طریقے میں ہے۔

اسلام کے پاسبانو! حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ کی بہن ہیں اور نبی اکرمؐ کی سالی ہیں ایک بار باریک کپڑا پہن کر حضورؐ کے سامنے آگئیں تو سرورِ کائنات نے نظر پھیر لی اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغ ہونے کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کے جسم سے کچھ بھی دیکھنا جائز نہیں

سوائے اس کے چہرے اور ہتھیلیوں کے اس حدیث سے اس بات کا صاف پتہ چلتا ہے کہ باریک کپڑا پہننا بھی پردہ کے خلاف ہے۔ انسان کے چہرے پر خوبصورتی سے جڑی ہوئی یہ دو آنکھیں نفس کی سب سے بڑی چور ہیں۔ دل و دماغ کے تمام وساوس کی جڑ بھی یہی دو آنکھیں ہیں، دلی جذبات اور قلبی احساسات کی ترجمان عشق و محبّت کے تمام عہد و پیمان باندھنے کی ذمہ دار یہی دو آنکھیں ہیں فتنہ و فساد کی ابتدار عام طور پر انہیں سے ہوتی ہے اسی لئے ربّ ذوالجلال نے نہ صرف عورتوں کو بلکہ مردوں کو بھی نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ کلام پاک میں آیا ہے،

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ، ایک بار کا قصّہ ہے کہ حضرت ام سلمہؓ اور میمونہؓ سرور کائنات محمدؐ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ عبداللہ ابن ام مکتوم جو ایک نابینا صحابی تھے تشریف لائے آپ نے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو تو ام سلمہؓ نے عرض کیا، کیا یہ نابینا نہیں ہیں نہ وہ ہم کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ پہچان سکتے ہیں، آپؐ فرماتے ہیں کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم انھیں دیکھتی نہیں ہو۔

محترم دوستو! آج ہماری ماؤں بہنوں کو چاہیئے کہ اپنے گریبانوں

میں جھانک کر دیکھیں کہ پردہ کے حکم پر عمل نہ کر کے اللہ اور اس کے رسول کو راضی کر رہی ہیں یا اپنی عاقبت کو خراب اور اسلامی تعلیمات کو پامال کر رہی ہیں؟ فخر موجودات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی مائیں ہیں ان کو بھی پردہ کا حکم تھا ان سے پردہ کو ختم نہیں کیا گیا تو آج ہمارے لئے اس بات کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے کہ بے پردہ گلی کوچوں میں گھومتی پھریں بے لگام گھوڑی کی طرح جہاں چاہیں جائیں۔

اسلام کے پاسبانو! عورتوں کی تمام ذمہ داریاں ہمارے سپرد ہیں کہ ان کو بے حیائی و بے غیرتی کے بھنور میں پھنسنے نہ دیں عریانیت اور ننگے پن کو معاشرہ سے دور رکھیں ان کو اسلامی معاشرہ اور اسلامی قوانین سکھائیں اور شریعت مطہرہ کے سانچے میں ڈھلنے کے طریقے بتائیں اگر آج ہم نے ان کو گناہوں سے برائیوں کے دلدل میں پھنسنے دیا تو کل قیامت میں ہم خدائی گرفت سے بچ نہیں سکیں گے۔

خدائے وحدہٗ لاشریک سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں اسلامی احکام اور اسلامی تعلیمات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے معاشرہ کو اسلامی معاشرہ بنا دے۔ آمین ثم آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

جہیز اور ہمارا معاشرہ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعدُ، فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَزَوَّجَ اِمْرَءَۃً لِعِزِّھَا لَمْ یَزِدِ اللّٰہُ اِلَّا ذِلًّا وَمَنْ تَزَوَّجَھَا لِمَالِھَا لَمْ یَزِدِ اللّٰہُ اِلَّا فَقْرًا اِلٰی اٰخِرِہٖ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

صدرِ محترم اور گرامی قدر سامعین کرام! اس وقت میرا موضوعِ سخن ہمارے معاشرے کا وہ ناسور ہے جس نے زندگی کی بنیادوں کو ہلا کر رکھدیا ہے سینکڑوں ہزاروں گھروں کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور کتنے ہی جذبات کو مسل کر رکھدیا ہے یہ وہ بیماری ہے جسے آپ جہیز کے نام سے یاد کرتے ہیں میں نے خطبہ کے بعد ایک حدیث شریف پڑھی ہے اس میں

حضور پُرنور محمدِ عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ جو شخص عزت حاصل کرنے کیلئے شادی کریگا تو ربّ ذوالجلال ایسے شخص کو ذلت کے سوا کچھ نہ دیں گے اور جو شخص مال کے لالچ میں شادی کریگا تو اس کو فقر وفاقہ اور تنگ دستی کے سوا کچھ نصیب نہ ہوگا۔

اسلام کے پاسبانو! آج ہندوستان کے اندر اور خاص طور سے ہمارے معاشرے میں جہیز ایک ایسا ناسور بن گیا ہے جو ایٹمی ہتھیار سے زیادہ خطرناک اور مہلک ثابت ہوتا جارہا ہے اس منحوس جہیز کی بنیاد پر ہندوستانی معاشرے میں روزمرہ اخبارات کی رونق زار بن کر یہ سرخیاں چھپتی ہیں کہ فلاں شوہر نے اپنی سسرال والوں سے اسکوٹر نہ ملنے پر اپنی نئی نویلی دلہن کو جلادیا، فلاں شخص نے مزید جہیز کا مطالبہ پورا نہ کرنے پر بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

عجب ماجرا ہے حضرات دیکھئے
داماد مانگتا ہے خیرات دیکھئے

پیارے دوستو! اخبارات کی یہ سرخیاں ابھی غیر قوموں ہی کے بارے میں نظر آتی تھیں مگر افسوس صد افسوس کہ رفتہ رفتہ ہمارے اسلامی معاشرے کے اندر بھی یہ وبا پھیل چکی ہے آج اخبارات کے اندر جہیز کیلئے

بھینٹ چڑھنے والی کہیں فاطمہ کہیں رضیہ کہیں شبنم فرزانہ اسلامی شریعت
کے نام لیواؤں سے یہ کہہ رہی ہیں کاش ہماری اسلامی شریعت کتابوں اور
وعظوں کے بجائے عمل میں آجاتی۔

پیارے دوستو اور اسلام کے نوجوانو! عورت ربّ ذوالجلال
کی جانب سے عطا کردہ وہ حسین تحفہ ہے جس نے انسانی زندگی کو رعنائی بخشی
اسی عورت کے دم سے نظاروں میں خوبصورتی پیدا ہوئی، اسی معصوم کلی
نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی سے خوف و وحشت کو دور
کیا مگر ان تمام باتوں کے باوجود ظلم وستم کی تاریخ شاہد ہے کہ اس دارِ فانی
میں جتنے مظالم برپا ہوئے ہیں ان میں زیادہ تر صنفِ نازک ہی پر کیے
گئے ہیں اس بے رحم سماج نے عورت کو جس نظر سے دیکھا ہے وہ نہایت
ہی قابلِ مذمت ہے، تاریخِ عالم ان دردناک واقعات سے بھری پڑی
ہے کبھی حضرت مریمؑ کو دنیا والوں نے متہم کر کے جنگلوں کی خاک چھاننے
پر مجبور کیا تو کبھی نمرود نے اپنی بیٹی کو ایمان لانے کی پاداش میں آگ میں
ڈالا تو کبھی عرب کے جاہل معاشرے نے لڑکیوں کی پیدائش کو اس قدر
منحوس تصور کیا کہ ان کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔

محترم حضرات! آج بھی ان معصوم دوشیزاؤں پر ظلم وستم

کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں جبر و تشدد کی خار دار جھاڑیاں ان کی راہ
میں حائل ہیں آج بھی ان عورتوں کے ارمانوں کا خون کیا جا رہا ہے
غریب گھرانے کی بچیوں پر خدا کی زمین اپنی وسعت اور کشادگی کے باوجود
تنگ ہو رہی ہے ساری دنیا پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں
کہ جس گھر میں لڑکی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے اسی وقت سے
والدین کی نیند حرام ہو جاتی ہیں زندگی کا ہر ہر لمحہ سانپ بن کر ڈسنے
لگتا ہے ایک طرف لڑکی کی اٹھتی ہوئی جوانی ہوتی ہے تو دوسری طرف
جنسی بھیڑیوں کی اٹھتی ہوئی نگاہیں ہوتی ہیں تو تیسری طرف پڑوسیوں
کی چہ می گوئیاں ہوتی ہیں والدین اس گلاب کے پھول کو سجانے کے لئے
جب کسی لڑکے کی تلاش کرتے ہیں تو جہیز کے مطالبات ان کے ارادوں
کو وہیں مسمار کر دیتے ہیں۔ ارے جہیز کے ٹھیکیدار دکان کھول کر سن لو
ذرا دیکھو سید الانبیاء تاجدار بطحا احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی
پیاری اور لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہؓ کا عقدِ مسنون کس انداز سے ہوتا ہے
کہ جسم پر جو چادر ہے اس میں سولہ پیوند لگے ہوئے ہیں اور بنت رسول
ہونے کے باوجود پیادہ پا شیر خدا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے گھر کی جانب
روانہ ہو رہی ہیں اور جہیز میں ایک بستر ایک چکی اور ایک تکیہ دو مٹکے

پر مشتمل مختصر سامان علی مرتضیٰ کو پیش کیا جا رہا ہے۔

آج ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارا بیٹا ڈاکٹر ہے ہمارا بیٹا انجینئر ہے ہمارا بیٹا پائلیٹ ہے ہمارا بیٹا گریجویٹ ہے ہمارا بیٹا ٹیلی فون آپریٹر ہے ہمارا بیٹا سعودی عرب میں رہتا ہے اسلئے جہیز میں جہاز چاہیئے۔

ارے اولاد پیدا کر کے جہیز کی تمنا کرنے والو! کان کھول کر سن لو اگر تمہارا بیٹا ڈاکٹر ہے تو حضرت علی امیر المومنین تھے اگر تمہارا بیٹا انجینئر ہے تو حضرت علی مجاہد تھے اگر تمہارا بیٹا پائلیٹ ہے تو حضرت علی خلیفۂ رسول تھے اگر تمہارا بیٹا ٹیلی فون آپریٹر ہے تو حضرت علی فاتح خیبر تھے۔ اگر تمہارا بیٹا گریجویٹ ہے تو حضرتِ علی اسد اللہ تھے اگر تمہارا بیٹا پیکرِ سیاست ہے تو حضرتِ علی پیکرِ ولایت تھے۔

حضرات! آئیے ہم سب مل کر اس بات کا عہد کریں کہ اس جہیز جیسی ملعون رسم کو مٹا کر دم لیں گے۔

یہ سنگ گراں جو حائل ہے
رستے سے ہٹا کر دم لیں گے
ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں
باطل کو مٹا کر دم لیں گے

وما علینا الا البلاغ

بانی دارالعلوم دیوبند

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

اور

دشمنانِ اسلام سے مقابلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد۔

شافعِ کون ومکاں کی راہ دکھلاتا رہا
گمرہانِ شرک کو توحید سکھلاتا رہا
پرچمِ اسلام ابرِ درخشاں کے روپ میں
بت کدوں کی چار دیواری پر لہراتا رہا۔
اس گلی میں عصرِ حاضر کا فقیرِ بے مثال
سنتِ خیر الوریٰ کے زمزمے گاتا رہا

ملت اسلامیہ کے درخشندہ ستارو! آج میں آپکے سامنے اسلام کے ایک عظیم سپوت اور مسلمانوں کے ایک عظیم محسن کا ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں جس کے فیوض سے ایک عالم نے استفادہ کیا اور کر رہا ہے جس کی بے باک زبان اور بے خوف قلم نے ہزاروں گمراہوں کو راہِ ہدایت سے روشناس کرایا اور جس کی بے مثال قیادت میں ملّت اسلامیہ ہندیہ نے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دی اور بے مثال قربانیاں پیش کیں، میری مراد حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ملّت اسلامیہ کے دھڑکتے دلو! یہ وہی مجاہد جلیل ہیں کہ جنہوں نے باطل کو مٹانے اور اسلام کا پرچم لہرانے کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دی حکومت برطانیہ نے ہندوستان پر غاصبانہ سکہ جمایا اسلام کو مٹا کر عیسائیت کی تبلیغ شروع کی. ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، کئی لاکھ مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا جن کے گھروں میں ہاتھی جھومتے تھے پھوٹا کٹورا لے کر در در کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو گئے، شاہی خاندان کی بیگمات پھٹی چادریں سروں پر ڈال کر گھروں میں کھانا پکانے کی نوکری کرنے لگیں وہ پردہ نشین عورتیں جن کے دیدار سے چاند سورج ترستے تھے در در

کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو گئیں ہر طرف تباہی و بربادی کا دور دورہ تھا خون پانی کی طرح بہہ رہا تھا گلی کوچوں میں نعشیں اس طرح پڑی تھیں کہ درندے اور پرندے دن دہاڑے نوچتے اور کھسوٹتے تھے مسلمانوں کو خنزیروں کی کھالوں میں بند کیا جاتا تھا تو ہندؤں کے منہ میں گائے کا گوشت ٹھونسا جاتا تھا۔ الغرض پوری داستان خون سے لبریز ہے۔

بالآخر عیسائیت کو مٹانے کے لئے دہلی میں ایک میٹنگ بلائی جاتی ہے بصارت وبصیرت کا پیکر قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دور اندیش مشورے دیتا ہے جس کے نتیجے میں ہندوستان میں عیسائیت کی ٹکر کے لئے فضا قائم ہو جاتی ہے۔

دوستو! اس عظیم ہستی نے عیسائیت کو مٹانے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا شاملی کا میدان ہے حق و باطل کی جنگ جاری ہے آپ میدانِ جنگ کے ایک کونے میں جاکر بیٹھ جاتے ہیں، حکومت برطانیہ کا ایک بھٹو موقع پاکر آپکے پاس آتا ہے اور کہتا ہے قاسم تم نے بہت سر اُبھارا ہے میری چمکتی ہوئی تلوار اب تمہاری خبر لے گی بے ساختہ مردِ مجاہد کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ یار کیا بک رہا ہے اپنے پیچھے کی تو خبر لے عقل سے کورا انگیز جوں ہی سر گھماتا ہے قاسم نانوتوی کی تلوار بجلی کی طرح چمکتی ہے اور

اس کو زمین پر تڑپا دیتی ہے۔

اسی جنگ میں موصوف کی کنپٹی پر گولی لگتی ہے حالت دگرگوں ہو جاتی ہے کپڑے خون سے شرابور ہیں مگر عزم و استقلال کا یہ پہاڑ اٹھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کہیں گولی کا نشان نظر نہیں آتا حکومت برطانیہ نے ایک ناپاک سازش کی کہ ہندو قوم کو مسلمانوں کے مقابل کھڑا کیا اس ملک ہندوستان میں مسلمانوں کو سیاسی اہمیت حاصل تھی انگریز نے ہندوؤں کو آگے بڑھایا مسلمانوں کو گھٹایا جب معاشی و سیاسی میدان میں ہندو قوم آگے بڑھی تو انھیں مذہب کی برتری اور بلندی سجھائی اور ہندو مسلم کو آپس میں لڑایا چنانچہ ۱۸۷۶ء میں شاہ جہاں پور کے قریب چاندا پور گاؤں میں میلہ خدا شناسی منعقد ہوتا ہے عوام کا جمِ غفیر جمع ہوتا ہے پنڈت دیانند سرسوتی بھی حاضر ہوتا ہے مناظر اسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو حقانیتِ اسلام جتانے کا موقع ملتا ہے عقل کا یہ پتلا اپنا موضوع سخن عیسائیت کو بناتا ہے اور میدان جیت لاتا ہے۔

۱۸۷۷ء میں اسی جگہ دوبارہ میلہ خدا شناسی وجود میں آتا ہے مگر فتح کا سہرا پھر بھی اسی بحر العلوم کے سر بندھتا ہے۔

دوستو! پنڈت دیانند نے اپنا مسکن رڑکی کو بناتے ہوئے اہل اسلام سے چھیڑ چھاڑ شروع کی مختلف مقامات پر تقریروں کا سلسلہ

شروع کر دیا قرآنِ پاک اور ارکانِ اسلام پر طرح طرح کے حملے کئے پنڈت کو مناظرے کی دعوت دی گئی بہت کوششیں کی گئیں کہ پنڈت جی علماء کے سامنے آکر اپنے جوہر دکھلائیں مگر وہ تیار نہ ہو سکے جس کا واحد سبب یہ تھا کہ پنڈت جی مولانا قاسم نانوتویؒ کی شاہ جہاں پور کے میلے میں ان دھواں دھار تقریروں کو بگوشِ خود سن چکے تھے جنہوں نے عیسائیوں کو حواس باختہ کر دیا تھا اس پر یہ خوف طاری تھا کہ اگر مناظرے کی نوبت آگئی تو سارا راز فاش ہو جائے گا۔ بالآخر پنڈت مناظرے کے لئے تیار ہوتا ہے شرط لگاتا ہے کہ مناظرہ مولبی کاسم سے ہوگا وہ جانتا تھا کہ موصوف بیمار ہیں نہ وہ آئیں گے نہ مناظرہ ہوگا نہ ذلت کا سامنا ہوگا موصوف کو جب اسکی اطلاع ملتی ہے تو کمزوری کے باوجود تیار ہو جاتے ہیں اور پیادہ پا رڑکی روانہ ہوتے ہیں سرزمین روڑکی زبان حال سے چیخ اٹھتی ہے۔ ؎

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے
رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے

اسلامی فوج کا یہ سپاہی پنڈت جی کو مناظرے کا چیلنج کرتا ہے لیکن وہ تیار نہیں ہوتا اور روڑکی سے فرار ہو کر میرٹھ پناہ لیتا ہے مختلف تدبیروں سے لوگوں کو بہکاتا ہے مسلمانانِ میرٹھ کے اصرار پر مولانا قاسمؒ

وہاں پہنچتے ہیں پنڈت جی کو فرشتے نظر آنے لگتے ہیں اور مناظرہ سے انکار کر دیتا ہے۔

مگر علم و عمل کے پیکر مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے مختلف تقریروں میں اس کے تمام اعتراضات کے جوابات تفصیل سے بیان کر کے عوام کے ایمان کو بچایا اور غیروں کو حقانیتِ اسلام کا قائل ہونے پر مجبور کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب بھی کہیں کسی شکل میں اسلام اور مسلمانوں کو دشمنِ اسلام سے کوئی خطرہ در پیش ہوا مولانا محمدؒ قاسم نانوتویؒ نے اپنی خدا داد صلاحیتوں سے اس کا قلع قمع کیا اور ہمیشہ باطل کو روپوش ہونے پر مجبور کیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت کو پوری امت کی جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

امام اعظمؒ

اور

تفقہانہ شان

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی
امّا بعد فقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ اعوذ باللہ من
الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ومن یؤتی
الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً وقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین ؕ

گلشن اسلام کے پروانو! زمانے کے تغیرات اور انقلابات کے
مدنظر دینِ اسلام کو معجزانہ طور پر ہر دور میں ایسے زندہ اشخاص عطا

ہوتے رہے ہیں جنہوں نے تحریفات وتاویلات بدعات وخرافات مشرکانہ اعمال ورسوم الحاد لادینیت ودہریت مادیت وعقل پرستی کا پردہ چاک کرکے کتاب وسنّت کے چشمۂ صافیہ کو ہر تحریف وتبدیلی سے محفوظ رکھا ان اکابر امّت اور ائمۂ اسلام میں امام ابوحنیفہ کی ذاتِ مقدسہ نمایاں حیثیت رکھتی ہے، دنیائے اسلام اور اربابِ علم وفن میں سے کون ایسا ناآشنا ہے جو نعمان بن ثابت کے فقہ سے باخبر نہ ہو عالمِ اسلام کا وہ کون ساخطہ ہے جو ابوحنیفہؒ کی تفقہانہ شان سے فیضیاب نہ ہو۔

آج میں اس مختصر سے وقت میں آپ کی شانِ تفقہانہ کے بحرِ ذخار میں غوطہ زنی کرکے آپ کے علم وفہم کی آفاقیت، ذہن وفکر کی گہرائی وگیرائی اور بے مثال حکمت ودانائی کے ایسے ناقابلِ تردید واقعات پیش کروں گا جن سے ناقدین کی زبانوں پر مہرِ سکوت لگ جائے گی آج میں اس بے مثال عظیم ہستی کے وہ حیرت انگیز کارنامے اور مسائل کی تحقیق وتدقیق کے وہ دلائل وشواہد پیش کرنے جارہا ہوں جنہوں نے چہار دانگ عالم میں آپ کو شہرتِ دوام عطا کی تھی۔

حضرات! امام ابوحنیفہ کی حیاتِ مبارکہ میں سینکڑوں ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے کسی بھی مسئلے کے باریک پہلوؤں تک رسائی

کی عظیم صلاحیت نمایاں ہوتی ہے، مثال کے طور سے ایک واقعہ سنئیے عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ جو مشہور فقیہہ ہیں اور تینتیس ۳۳ سال منصب قضا پر فائز رہے ایک روز ابو حنیفہ کا پڑوسی ان کی عدالت میں حاضر ہو کر ایک باغ کے متعلق گواہی دینا چاہتا تھا ابن ابی لیلیٰ نے پوچھا کہ بتاؤ اس باغ کے اندر کل درختوں کی تعداد کتنی ہے جواب دینے پر ابن ابی لیلیٰ نے ان کی گواہی قبول نہ کی اس نے واقعہ امام صاحب سے بتایا امام صاحب نے اسے قاضی صاحب کی عدالت میں واپس روانہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ ان سے دریافت کرو کہ آپ بیس ۲۰ سال سے کوفہ کی جس جامع مسجد میں فیصلہ سناتے ہیں اس کے ستونوں کی تعداد کتنی ہے ابو حنیفہ کے پڑوسی کی یہ بات سن کر قاضی دم بخود رہ جاتے ہیں اور شہادت قبول کر لیتے ہیں یہ وہی امام ابو حنیفہ ہیں جن کی مجلس میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ ایک شخص اسلام کا دعوی کرتا ہے اور اپنے کو مسلمان کہلواتا ہے اس کے باوجود وہ جنّت کی خواہش نہیں رکھتا اور نہ اسے نارِ جہنم کا خوف ہے مردار کو بلا تأمل و بلا جھجک کھاتا ہے نماز پڑھتا ہے مگر رکوع و سجود نہیں کرتا گواہی بغیر دیکھے دیتا ہے اس کے نزدیک فتنہ محبوب اور حق مبغوض ہے رحمت خداوندی سے دور بھاگتا ہے یہود و نصاریٰ کے قول

کی تصدیق کرتا ہے بظاہر تمام وجوہات کفر کی ہیں آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ اگر کوئی کم علم ہوتا تو سوال پورا ہونے سے پہلے ہی کفر کے فتوؤں کے انبار لگ جاتے مگر یہ تو امام اعظم ہیں قربان ہو جائیں ایسی ہستی پر کہ بلا کسی تردد کے فرماتے ہیں کہ وہ شخص مومن ہے اس پر خدا کی خواہش غالب ہے خدا ہی اس کا مطلوب ہے اس لئے وہ جنّت کی خواہش نہیں رکھتا اسے نارِ جہنم کا ڈر نہیں بلکہ رب النار کا خوف ہے وہ شخص مردار کھاتا ہے مگر مچھلیوں کی صورت میں وہ بغیر رکوع وسجود کے نماز پڑھتا ہے مگر جنازے کی نماز توحید ورسالت کی گواہی دیتا ہے حالانکہ اس نے خدا کو دیکھا ہے نہ رسول کو، اولاد ومال کو قرآن نے فتنہ قرار دیا ہے اس کو محبوب رکھتا ہے اس لئے کہ انسان کی فطرت ہے موت حق ہے مگر ذوق عبادت اور جمع حسنات کی وجہ سے بغض رکھنا محمود ہے بارش اللہ کی رحمت ہے اس سے دور بھاگتا ہے تاکہ بھیگ نہ جائے یہود کے اس قول لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ اور نصاریٰ کے اس قول لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ کی تصدیق کرتا ہے جو عین ایمان ہے۔

سائل وحاضرین امام صاحب کی اس فقیہانہ نکتہ رسی پر حیرت وتعجب سے آپ کا منہ تکتے رہ گئے۔

ارے ابوحنیفہ کی ذکاوت و ذہانت کہاں تک دیکھو گے۔

امام اعمش مشہور تابعی ہیں ان کی رفیقۂ حیات نہایت حسین و جمیل تھی اپنے حسن و جمال پر اسے ناز تھا آپ کو تنگ کر کے ہمیشہ کے لئے آپ سے نجات کی خواہش مند رہتی تھی۔

اتفاقاً کسی مسئلہ پر کچھ نزاع ہو جاتا ہے اور بیوی کلام کرنا بند کر دیتی ہے امام اعمش غصہ میں قسم کھاتے ہیں کہ آج کی رات تو مجھ سے نہ بولی تو تجھے طلاق بائنہ۔ غصہ سے یہ الفاظ نکال تو دیتے ہیں مگر گھریلو حالات چھوٹے بچوں کی نگہداشت وغیرہ کے مسائل سامنے آتے ہیں تو حد درجہ نادم و پشیمان ہوتے ہیں مگر اب کیا ہو سکتا تھا اس سے ملے اس سے ملے مگر کوئی تدبیر ہاتھ نہ آئی بالآخر امام ابوحنیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کرتے ہیں جواب ملتا ہے کہ گھبراؤ نہیں طلاق نہیں ہوگی ادھر آپ نے مسجد میں رات ختم ہونے سے پہلے ہی تہجد کے وقت اذان پڑھوا دی، اذان کی آواز سن کر امام اعمش کی بیوی نے فوراً ان سے کہا کہ دیکھو اذان ہوگئی رات ختم ہوگئی اور میں تم سے نہیں بولی لہذا مجھے طلاق ہوگئی امام اعمش فوراً امام صاحب کے پاس پہنچے کہ وہ تو اذان تک مجھ سے نہیں بولی لہذا طلاق ہوگئی امام صاحب نے فرمایا کہ اذان وقت سے پہلے ہوئی ہے رات ابھی باقی

ہے اور اس نے تم سے بات کرلی لہذا اسے طلاق نہیں ہوئی۔

حضرات! میں آپ کو کہاں تک امام صاحب کی ذہانت وفطانت اور عقل و دانش کی داستانِ شیریں سناؤں۔ ایک رومی دانشمند خلیفۂ بغداد کے دربار میں حاضر ہوتا ہے علم وفضل کے دعوے کرتا ہے اور بڑے طمطراق سے کہتا ہے کہ آپ کی سلطنت کے تمام علماء میرے تین سوالوں کا جواب نہیں دے سکتے مجلس علماء منعقد ہوتی ہے فقہاء کرام تشریف لاتے ہیں ابو حنیفہ بھی حاضر مجلس ہوتے ہیں رومی دانشمند منبر پر کھڑا ہو کر سوالات پیش کرتا ہے۔

بتاؤ خدا سے پہلے کون تھا۔ یہ بتاؤ خدا کا رُخ کدھر ہے۔ بتاؤ کہ خدا تعالیٰ اس وقت کیا کر رہا ہے۔ مجمع پر سکوت طاری تھا امام ابو حنیفہ آگے بڑھ کر منبر پر تشریف رکھتے ہیں جواب دیتے ہیں کہ دس سے نیچے کی گنتی شمار کرو وہ کرتا ہے اور ایک پر آ کر رک جاتا ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ ایک سے پہلے گنو وہ کہتا ہے اس سے پہلے کچھ نہیں۔ آپ فرماتے ہیں اسی طرح خدا سے پہلے کچھ نہیں۔

دوسرے سوال کے جواب میں شمع روشن کر کے فرماتے ہیں بتاؤ اس کا رخ کدھر ہے رومی دانشمند کہتا ہے کہ ہر طرف ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب مخلوق شمع کا رخ متعین کرنے میں آپ جیسا دانش مند

عاجز و قاصر ہے تو خالق کا رخ کون متعین کر سکتا ہے وہ بھی ہر طرف ہے۔

تیسرے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اس وقت خدا تجھے منبر سے اتار کر ذلت دے رہا ہے اور مجھے منبر پر بٹھا کر عزت دے رہا ہے، رومی دانش مند جواب سن کر راہِ فرار اختیار کر جاتا ہے۔

حضرات! امامِ اعظم ابو حنیفہ کی عظمتِ شان پر اگر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے تو اس کے لئے ایک طویل زمانہ چاہیئے اس لئے میں انہی چند واقعات پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ امامِ اعظم کے درجات بلند فرمائے اور ان کو امت کی جانب سے خوب خوب جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ترانۂ دار العلوم

از ریاست علی ظفرؔ بجنوری

یہ علم و ہنر کا گہوارہ تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے

خود ساقیٔ کوثر نے رکھی میخانے کی بنیاد یہاں
تاریخ مرتب کرتی ہے دیوانوں کی روداد یہاں

جو وادیٔ فاراں سے اٹھی گونجی ہے وہی تکبیر یہاں
ہستی کے صنم خانوں کیلئے ہوتا ہے حرم تعمیر یہاں

کہسار یہاں دب جاتے ہیں طوفان یہاں رک جاتے ہیں
اس کاخِ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

یہ صحنِ چمن ہے برکھا رت ہر موسم ہے برسات یہاں
گلبانگ سحر بن جاتی ہے ساون کی اندھیری رات یہاں

اسلام کے اس مرکز سے ہوئی تقدیس عیاں آزادی کی
اس بامِ حرم سے گونجی ہے سو بار اذاں آزادی کی

جو شمعِ یقیں روشن ہے یہاں وہ شمعِ حرم کا پرتو ہے
اس بزم ولی اللّٰہی میں تنویرِ نبوت کی ضو ہے

یہ مجلسِ مے وہ مجلس ہے خود فطرت جسکی قاسم ہے
اس بزم کا ساقی کیا کہئے جو صبحِ ازل سے قائم ہے

عابد کے یقیں سے روشن ہے سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا اخلاص کا ایسا تاج محل

یہ ایک صنم خانہ ہے جہاں محمود بہت تیار ہوئے
اس خاک کے ذرے ذرے سے کس درجہ شرر بیدار ہوئے

ہے عزم حسین احمد سے بپا ہنگامۂ گیر و دار یہاں
شاخوں کی لچک بن جاتی ہے باطل کیلئے تلوار یہاں

رومی کی غزل رازی کی نظر غزالی کی تلقین یہاں
روشن ہے جمال انور سے پیمانۂ فخر الدین یہاں

اس بزمِ جنوں کے دیوانے ہر راہ سے پہنچے یزداں تک
ہیں عام ہمارے افسانے دیوار چمن سے زنداں تک

سو بار سنوارا ہے ہم نے اس ملک کے گیسوئے برہم کو
یہ اہلِ جنوں بتلائینگے کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

جو صبحِ ازل میں گونجی تھی فطرت کی وہی آواز ہیں ہم
پروردہ خوشبو غنچے ہیں گلشن کیلئے اعجاز ہیں ہم

بلبل کی دعا جب گلشن میں فطرت کی زباں ہو جاتی ہے
انوارِ حرم کی تابانی ہر سمت عیاں ہو جاتی ہے

امداد و رشید و اشرف کا یہ قلزم عرفاں پھیلے گا
یہ شجرۂ طیب پھیلا ہے تا وسعتِ امکاں پھیلے گا

خورشید یہ دینِ احمد کا عالم کے افق پر چمکے گا
یہ نور ہمیشہ چمکا ہے یہ نور برابر چمکے گا

یوں سینۂ گیتی پر روشن اسلاف کا یہ کردار رہے
آنکھوں میں رہیں انوارِ حرم سینہ میں دل بیدار رہے

نظم

از حضرت اقدس قاری صدیق صاحب باندوی

ذکرِ خدا میں ہر دم رہنا سب کے بس کی بات نہیں
خواہشِ نفس سے بچتے رہنا سب کے بس کی بات نہیں

انگلی سے اشارہ چاند کی جانب سارے انساں کرتے ہیں
انگلی سے چاند کے ٹکڑے کرنا سب کے بس کی بات نہیں

عشقِ نبی کا دعویٰ تو سارے مسلماں کرتے ہیں
صدیق کے جیسا عاشق ہونا سب کے بس کی بات نہیں

ملک میں دورہ کرنیوالے سلطاں تو بہت سے دیکھے ہیں
فاروقؓ کے جیسا گشت لگانا سب کے بس کی بات نہیں

عثمانِ غنی کا ہمسر ہونا مال میں بے شک ممکن ہے
ذوالنورین کا رتبہ پانا سب کے بس کی بات نہیں

اسلام کا جھنڈا ہاتھ میں لیکر حیدرؓ آگے بڑھتے ہیں
خیبر پہ قبضہ کر لینا سب کے بس کی بات نہیں

اصحاب پیمبر دین کے اوپر جانیں قرباں کرتے ہیں
دین کے اوپر جان کا دینا سب کے بس کی بات نہیں

معرکۂ حق و باطل چلتا ہی رہے گا آخر تک
دین کی حمایت کرتے رہنا سب کے بس کی بات نہیں

دشمن سے بدلہ لینے کا ہر ایک کے دل میں جذبہ ہے
دشمن کو گلے سے اپنے لگانا سب کے بس کی بات نہیں

دین کی خاطر گھر گھر جانا طائف جاکر پتھر کھانا
پھر بھی دعائیں دیتے رہنا سب کے بس کی بات نہیں

کفر کی ایسی ظلمت میں ایماں کا بچانا مشکل ہے
مسلم بن کر ہند میں رہنا سب کے بس کی بات نہیں

عشق نبیؐ کا دعوی تو آساں بہت ہے اے ثاقب
فرمانِ نبیؐ پر عامل رہنا سب کے بس کی بات نہیں

ختم شد

نظم

توحید کا ڈنکا ہم عالم میں بجادیں گے
بت خانوں کی بنیادیں ہم جڑ سے مٹا دیں گے

صدیقؓ سا گر کوئی صادق ہمیں مل جائے
بوجہل کے چیلوں کو ہم کلمہ پڑھادیں گے

فاروقؓ سا گر کوئی عادل ہمیں مل جائے
مشرق کی کڑی لیکر مغرب میں ملادیں گے

عثمانؓ سا غنی کوئی گر ہمیں مل جائے
قارون کی دولت میں ہم آگ لگادیں گے

کمزور مسلماں کو ہرگز نہ سمجھ لینا
آنے دو ذرا موقع کچھ کر کے دکھادیں گے

ہم کیسے مجاہد ہیں دنیا کو دکھادیں گے
اسلام کا جھنڈا ہم عالم میں پھرادیں گے

مر جائیں یا مٹ جائیں اسلام کی خاطر ہم
اسلام کی خاطر ہم سر اپنا کٹادیں گے

یارب ہمیں ہمت دے یارب ہمیں طاقت دے
اسلام کے دشمن کو عالم سے مٹادیں گے

ختم شد

الوداعی ترانہ

طلبۂ دورہ حدیث سنہ ۱۴۱۵ھ مطابق سنہ ۱۹۹۴ء

نتیجۂ فکر ——— محمد ہارون ثاقب بھاگلپوری شریکِ دورۂ حدیث

رخصت اے دار الحدیث اے درسِ یاں الوداع
الوداع محمود و قاسم کے گلستاں الوداع

جا رہا ہے روٹھ کر ہم سے یہ کیوں سارا جہاں — ہو گئے ہیں ہم سے کیوں برہم زمین و آسماں
بلبلانِ قاسمی لکھیں گے غم کی داستاں — ہم کو ڈھونڈیں گے جہاں میں چمن اور آشیاں

الوداع اے علم کی شمعِ فروزاں الوداع
الوداع محمود و قاسم کے گلستاں الوداع

قوم و ملت کے چمکتے ہیں یہاں ماہ و نجوم — وارثینِ انبیاء کا ہے یہاں کتنا ہجوم
علم و فن کا بے بہا گنجینہ ہے دار العلوم — اہلِ حق کا مرکزِ دیرینہ ہے دار العلوم

ظلمتوں میں اے چراغِ نور افشاں الوداع
الوداع محمود و قاسم کے گلستاں الوداع

حضرتِ مرغوبِ رحماں عارفِ رحمان ہیں — زندگی میں جنکی جاری سنت و قرآن ہیں
آپ کے دم سے یہاں اسلاف کے فیضان ہیں — ہم سبھوں پہ جانے کتنے آپ کے احسان ہیں

مخزنِ اسرارِ حق اے گنجِ عرفاں الوداع
الوداع محمود وقاسم کے گلستاں الوداع

منبعِ علم ومعانی مفتی محمودُ الحسن ہے منور سارا عالم خاص کر یہ انجمن
اسعدِ مدنی کے دم سے ہے چمن کا بانکپن ان بزرگوں کی محبت ہے یہاں سایہ فگن
مشکلیں ہوتی ہیں تیرے دم سے آساں الوداع
الوداع محمود وقاسم کے گلستاں الوداع

ہیں نصیر ونعمت اللہ علم وفن کے پاسباں ہیں سعید وعبدِ حق بے شک امیرِ کارواں
قاری عثماں اور ریاست ہیں محبت کی زباں عبدِ خالق اور ارشد کا ہے سب حسنِ بیاں
علم کی جنسِ گراں ہے تجھ سے آساں الوداع
الوداع محمود وقاسم کے گلستاں الوداع

یہ زبیر احمد قمر ہیں علم وفن کے آفتاب اور حبیبِ اعظمی ہیں علم وفن کے ماہتاب
ہو رہے تھے دارِ قاسم سے سبھی ہم فیضیاب اب تصور سے جدائی کے ہے حالِ دل خراب
دانش وحکمت کے اے مہرِ درخشاں الوداع
الوداع محمود وقاسم کے گلستاں الوداع

جانیوالے جارہے ہیں سب کے دل کو توڑ کر علم وحکمت کے شہر کو جارہے ہیں چھوڑ کر
چل دیئے سب رشتۂ لطف واخوت توڑ کر کیسا لمحہ ہے کہ سب ہی چلدیئے منہ موڑ کر
اہلِ دل کے واسطے اے باغِ رضواں الوداع
الوداع محمود وقاسم کے گلستاں الوداع

ترجمانی تیری اسرائیل کیا ہی خوب تھی　　بھائی عامر تیری ہر کاوش بڑی محبوب تھی
ہر ادا رِندانِ بادہ نوش کی مرغوب تھی　　اک شرابِ علم ہر مے نوش کا مطلوب تھی

عزتِ ختمِ رسل اے نورِ یزداں الوداع
الوداع محمود و قاسم کے گلستاں الوداع

اے ولایت تیرا پڑھنا کسطرح بھولیں گے ہم　　لہجۂ پرسوز کب اقبال کا بھولیں گے ہم
اے حسین وا اے مجیبؔ طرز تیرا خوشنما　　خدمتِ انور سلیمان کسطرح بھولیں گے ہم

اے ہمارے دیدہ و دل تجھ پر قرباں الوداع
الوداع محمود و قاسم کے گلستاں الوداع

ہر طرف آہ و فغاں ہے ہر طرف چیخ و پکار　　غمزدہ ہم کو نظر آتا ہے کیوں یہ لالہ زار
دیکھتا ہے یاس و حسرت سے ہمیں اب یہ دیار　　ہو رہی ہیں فرطِ غم سے سب کی آنکھیں اشکبار

چشمِ نم کے ساتھ کوئے میفروشاں الوداع
الوداع محمود و قاسم کے گلستاں الوداع

یہ فضا پرکیف جانے ہاتھ پھر کب آئے گی　　یاد اس بزمِ خرد کی مدتوں تڑپائیگی
آہ ثاقب یہ جدائی رنگ کیا کیا لائیگی　　قلبِ غمگیں کو یہ فرقت کسطرح سمجھائیگی

آج ثاقب ہے تیرے غم میں غزل خواں الوداع
الوداع محمود و قاسم کے گلستاں الوداع